چہ گویم با تو گرائی چہا در قادیان بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

(۱) عوام سے صہ ر (۲) خواص و معاونین سے عـلہ (۳) ہندوستان سے باہر سے ر (۴) غیر مذاہب والون سے ۳ ر ۔ (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۱۲ ر

نمبر ۲۸ قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۵ء ۸ جمادی الثانی ۱۳۲۳ھ جلد

فہرست مضامین
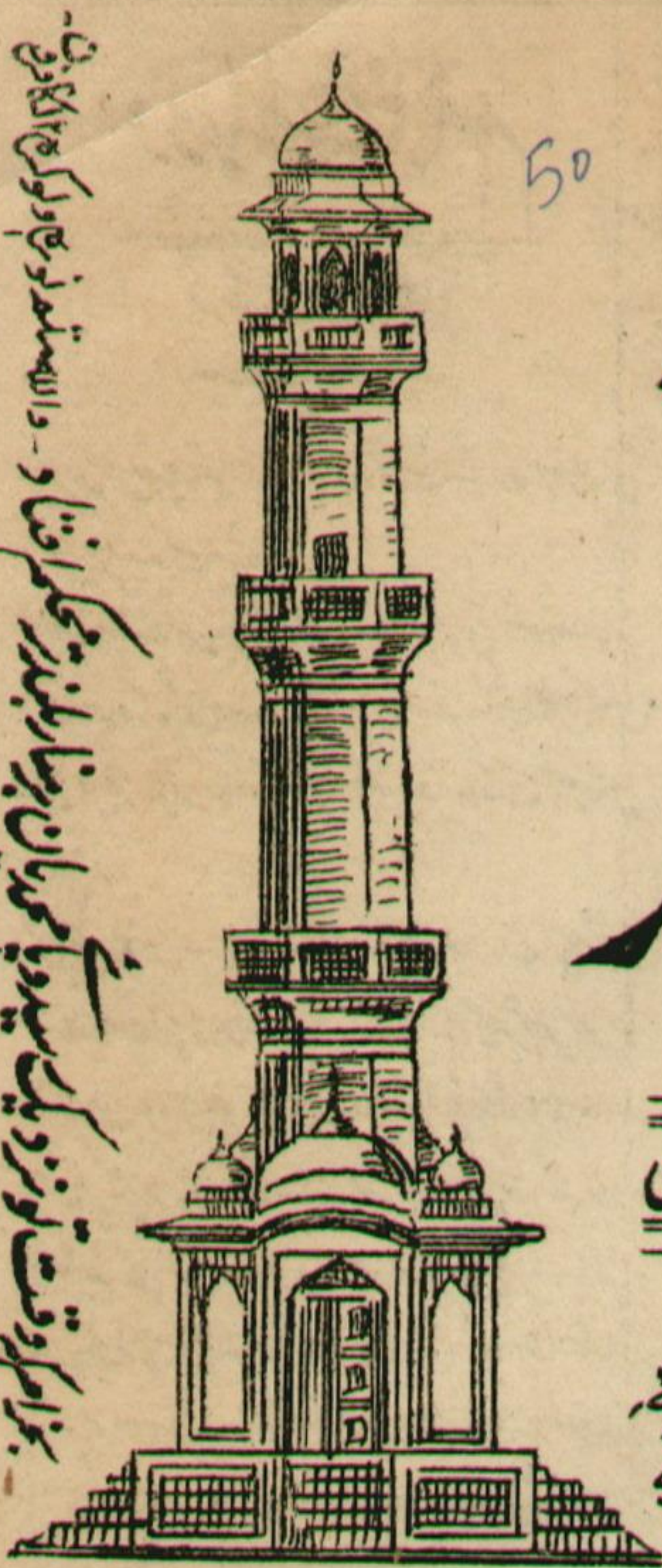
۳۱ ۔ اگست ۱۹۰۵ء تک خاص رعایت

کارخانہ الحکم کی بعض جدید الطبع کتابون کے لئے جگہ نکالنے کے واسطے ۳۱ ۔ اگست ۱۹۰۵ء تک مندرجہ ذیل کتابون مین خاص رعایت کیجاتی ہے یاد رکھئے ۳۱ ۔ اگست ۱۹۰۵ء کے بعد یہ رعایت جاری نہ رہیگی ۔ اس اثنا مین خصوصاً گذشتہ سالون کے بعض فائل خرید نے مین آپ کو بہت بڑا فائدہ رہیگا کیونکہ گذشتہ سالون کے فائل ہمیشہ دو چند قیمت پر دئے جاتے ہین ۔

۱۹۰۳ء کا فائل الحکم صہ ر صرف پچاس درخواستونکی تعمیل ہوگی
۱۹۰۴ء " صہ ر "
انذار و الہام ہر دو جلد عہ ر "
آسمانی فیصلہ ۲ ر
مسلمانون کا خدا اور اسکے حضور دعا ۲ ر
رد شیعہ و خط نسخ ۲ ر
حضرت اقدس کی پرانی تحریرین ۱ ر صرف ۲۵ درخواستونکی تعمیل ہوگی
ست بچن و آریہ دھرم ۱۰ ر
تفسیر سورہ بقرہ عہ ر صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی
وحدت وجود پر خط اور تقریر بر نماز ار
برہان الحق ۲ ر
النصح ار
سلک مروارید حصہ اول ۳ ر صرف سو درخواستونکی تعمیل ہوگی ۔
اصلاح النظر ۲ ر صرف ۲۰ درخواستون کی تعمیل ہوگی ۔
الانذار ۲ ر صرف ۸ درخواستون " "
رپورٹ جلسہ سالانہ ۸ ر صرف ۵۰ درخواستونکی تعمیل ہوگی ۔
اربعین ہر چہار نمبر ۳ ر

تمام درخواستونکی تعمیل بذریعہ وی پی ہوگی اور تمام درخواستین دفتر الحکم کے نام آنی چاہئیں

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

۱۲ ۔ اگست ۱۹۰۵ء کو قبل دوپہر حضرت حکیم الامۃ کا دوسرا بچہ عبد القیوم (جو بہت دیر سے بیمار چلا آتا تھا) آخر فوت ہوگیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ مرحوم ۲۲ ستمبر ۱۹۰۳ء کو پیدا ہوا تھا اور ۱۲ ۔ اگست ۱۹۰۵ء کو اس کی عمر ۱ ۔ دن کم دو سال کی تھی ۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جنازہ کے ہمراہ تھے لیکن سر درد کی وجہ سے حضرت حکیم الامۃ ہی کو جنازہ پڑہانے کا حکم دیا ۔ عبد القیوم کو قبر مین رکھنے سے پہلے حکیم الامۃ نے اسکا کفن کہولا ۔ اسکے منہ کو بوسہ دیا اور چند قطرہ آنسوؤن کے انکی آنکہ سے نکلے ۔ دفن کرکے واپس آتے ہوئے ٹہیر کر فرمایا ۔ مینے عبد القیوم کا منہ کیون کہولا ؟ اس کی ایک وجہ ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بچہ ابراہیم جب فوت ہوگیا تو آپ نے اسکا کفن کہول کر اسکے منہ کو چوما اور اللہ تعالیٰ کی مدح کی کہ ہم تیرے ہر ایک فعل سے خوش ہین ۔ البتہ چند روزہ جدائی کا رنج ہے اسپر آپ کے آنسو نکل آئے تھے مینے اس سنت کو پورا کیا ہے ۔ خدا تعالےٰ کے ہر ایک فعل پر بحمد اللہ مین بہی خوش ہون یہ اسکا فضل ہے اولاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پورا کرنے والی ہو یہہ میرے لئے خوشی کا باعث ہے اس قدر بیان کرنے پر حکیم الامۃ پر رقت طاری ہوگئی اور صرف یہ کہکر کہ " یہہ باعث تہا " چلدئے ۔

مین اگلی اشاعت مین اسپر انشاء اللہ ایک نوٹ لکہونگا فی الحال اسی پر اسکو ختم کرتا ہون ۔ کہ اللہ تعالےٰ مرحوم عبد القیوم کو ہمارے لئے اجر ۔ فرط ۔ اور شافع بنائے اور حضرت حکیم الامۃ کو نعم البدل دے آمین ۔

نوٹ ۔ اخبار کے بدیر شائع ہونیکی وجہ سے یہ خبر اسی اشاعت مین درج ہوئی ہے ایڈیٹر ۔

حکیم الامۃ کی سرکلر لیٹر

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احباب و برادران و عزیزان ۔ آپ لوگون مین سے بہت سارے ہین ۔ جنہون نے مجھے تعزیت کے خطوط لکہے اور مین سچ کہتا ہون ان کی تحریر نے مجہہ پر خصوصیت سے محبت بڑہانے کا اثر کیا ہے ۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء ۔ اب مین سب کا جواب دون اور ان کا شکریہ کرتے ہوئے جزاکم اللہ احسن الجزاء لکہون ۔ تو کم سے کم پیسے لیکر نصف آنہ خرچ ہوتا ہے اور آپ لوگون پر ضروری اخراجات کا آگے بوجہہ ہے ہان اگر انکا واقعی علم ہوتا کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا ۔ تو آپ کو بوجہہ ہی معلوم نہوتا اور بہت ہین جنکو بوجہہ معلوم نہیں ہوتا یہی خرچ اگر ایک جگہ جمع ہو جاتا ۔ تو ایک بڑا دینی کام نکلتا ۔ اب آج میرا چہوٹا بچہ عبد القیوم فوت ہوگیا ہے مجھے ڈر لگتا ہے کہ ایسی تعزیت کے خطوط پھر پہونچین ۔ اسلئے میری درخواست ہے کہ بجائے اسکے آپ صاحبان ایسے خرچون کو دینی کامون مین دو یہہ میرا دلی جوش ہے ۔ اور مجھے ڈر ہے ۔ کہ یہ کہین اسراف مین داخل نہ ہو ۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے فراست عطا فرمائے ۔ وان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ

نور الدین ۔

کیا اسلام کیلئے تنزل لازمی ہی؟

(نمبر ۲)

اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو ہر پہلو سے ایک **کامل** اور **مکمل** مذہب ہے۔ معترض کا منشاء اسکی تعلیم کے کسی حصہ پر اعتراض کرنے کا نہین ہی بلکہ اس کا منشاء یہ معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانون کی عام حالت گری ہوئی ہے اور قریبًا ہر پہلو سے کمزور ہو رہی ہے اسلئے اسے یہ گمان کرنے کا موقع ملا کہ مسلمانون کا تنزل انکے مذہب کے باعث سے ہے؟

لیکن جو مذہب فطرتی اور طبعی طور پر انسان کو عالی ہمت اور صاحب حوصلہ بنانا چاہتا ہے وہ انسان کو انحطاط کیطرف نہین لے جا سکتا۔ ہان ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ اگر کوئی خرابی اور کمزوری پیدا ہوئی ہے تو اس کی جڑھ مذہب سے پرے ہٹ جانا ہے۔ نہ کہ نفس مذہب پر عمل کرنا۔ مین اپنے اس مقصد کے اثبات کے لئے سب سے اول اس پاک سرزمین کو لینا چاہتا ہون جہان اسلام نے نشو و نما پایا۔ یعنے **عرب** یہہ مضمون ایک ایسا مبتذل مضمون ہے کہ قریبًا ہر شخص جو ذرا بھی تاریخی مذاق رکھتا ہے اس امر کو سمجھتا ہے کہ عرب کی حالت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور اور قرآن کریم کے نزول سے پہلے ایسی ناگفتہ بہ تھی کہ وہ **عرب** جو ظہور اسلام کے بعد تاریخی دنیا مین سنہری حروف سے لکھا گیا بالکل کس مپرسی اور گمنامی کے گوشہ مین پڑا ہوا تھا۔ عربون کی روحانی اخلاقی اور مجلسی اور سیاسی غرض کوئی بھی کل درست نہ تھی لیکن اسلام کے ظہور کے بعد جو کچھہ حیرت انگیز تبدیلی عربون کیحالت مین ہوئی اسکو ان لوگون نے بھی جو اسلام کے دشمن ہان خطرناک دشمن ہین مجبورًا تسلیم کیا ہے جیسا کہ مین ان کی شہادتین اس امر پر پیش کرتا ہون۔

مین قرآن کریم سے بھی اس مضمون پر روشنی ڈالونگا لیکن چونکہ مالیر کوٹلہ کے **چیف جج** صاحب یورپ کو اپنا مقتدا اور امام سمجھتے ہین اور اسی کی **ترقی** کو وہ ہر قسم کی **قومی** اور ملکی ترقی کا نمونہ اور معیار مانتے ہین اسلئے بہتر ہوگا کہ پہلے اسی یورپ کے رہنے والون کی رائیں چیف جج صاحب کے سامنے پیش کی جاوین اور پہر قرآن کریم سے اصلاح **عرب** بلکہ **اصلاح عالم** کے مضمون پر بحث کیجاوے۔ اول سر ولیم میور صاحب جو اسلام کے متعلق مختلف کتابین لکھنے کے لئے مشہور ہین اور جنہون نے اسلام پر سخت حملے کئے ہین باوجود تلخ دشمنی کے وہ اپنی کتاب لایف آف محمد کی جلد دوم سے صفحہ ۲۶۹-۲۷۱ مطبوعہ ۱۸۶۱ء مین یون لکھتا ہے۔

اگرچہ محمدؐ کے اوامر و احکام اسوقت تک تہوڑے سے اور سادہ طور کے تھے جیسا کہ بیان بالا سے ظاہر ہوتا ہے مگر اونہون نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا جب کہ دین مسیح نے دنیا کو خواب غفلت سے بیدار کیا تھا اور شرک و بت پرستی سے جہاد عظیم کیا تھا اسوقت سے حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تھی اور نہ ایسا غلو کسی مذہب مین ہوا تھا جیسا کہ دین اسلام مین ہوا۔ اس دین کے پیروان خوش اعتقاد نے کیسے کیسے نقصانات صرف اپنے ایمان کی خاطر اٹھائے اور اون نقصانات کی تلافی مین مال غنیمت کس خوشی سے لیا۔ ایک زمانہ نامعلوم سے مکہ اور تمام جزیرہ نماء عرب کی روحانی حالت بالکل بے حس و حرکت ہو گئی تھی۔ اور اگرچہ شریعت موسوی اور دین مسیحی اور فلسفہ یونان کا کچھہ اثر عرب پر ہوا تھا مگر وہ ایسا ناپائدار اور خفیف تھا جیسے کسی جھیل کے پانی کے سطح پر کبھی کبھی کوئی لہر آجاتی ہے۔ مگر پانی کے نیچے کہین ذرا سی بھی حرکت نہین معلوم ہوتی۔ الغرض عرب کے لوگ توہمات اور کفر و ضلالت اور بے رحمی اور بد اعمالی کے دریا مین غرق تھے چنانچہ یہی عام رسم تھی کہ بڑا بیٹا اپنے باپ کی بیویون کو جو اور جائداد کی مانند میراث مین آتین بیاہ لیتا تھا۔ اون کے غرور اور افلاس سے دختر کشی کی رسم بھی اون مین اسی طرح جاری ہو گئی تھی جسطرح فی زمانہ ہندوؤن مین جاری ہے۔ انکا مذہب حد کے درجہ کی بت پرستی تھا۔ اور اون کا ایمان ایک مسبب الاسباب مالک علی الاطلاق پر نہ تھا بلکہ غیر مرئی ارواح کے توہم باطل کی ہیبت کا سا اون کا ایمان تھا انہین کی رضامندی مناتے تھے اور انہین کی ناراضی سے احتراز کرتے تھے۔ قیامت اور جزا و سزا جو فعل یا ترک کا باعث ہو اوس کی انہین خبر ہی نہ تھی۔ ہجرت سے ۱۳ برس پہلے تو مکہ ایسی ذلیل حالت مین بے جان پڑا تھا مگر اون ۱۳ برسون نے کیا ہی اثر عظیم پیدا کیا کہ سیکڑون آدمیون کی جماعت نے بت پرستی چہوڑ کر خدائے واحد کی پرستش اختیار کی۔ اور اپنے اعتقاد کے موافق وحی الٰہی کی ہدایت کے مطیع و منقاد ہو گئے اسی قادر مطلق سے بکثرت و بہ شدت دعا مانگتے۔ اسی کی رحمت پر مغفرت کی امید رکھتے۔ اور حسنات و خیرات اور پاکدامنی اور انصاف کرنے مین بڑی کوشش کرتے تھے اب انہین شب و روز اسی قادر مطلق کی قدرت کا خیال تھا۔ اور یہہ کہ وہی رزاق ہمارے ادنے حوائج کا بھی خبر گیران ہے ہر ایک قدرتی اور طبعی عطیہ مین ہر ایک امر متعلقہ زندگی مین۔ اور اپنے خلوت و جلوت کے ہر ایک حادثہ اور تغیر مین۔ اوسی کے ید قدرت کو دیکھتے تھے اور اس سے بڑھکر اس نئی روحانی حالت کو جسمین خوشحال اور حمد گستان رہتے تھے۔ خدا کے فضل خاص اور رحمت با اختصاص کی علامت سمجھتے تھے اور اپنے کور باطن اہل شہر کے کفر کو خدا کے تقدیر کئے ہوئے خذلان کی نشانی جانتے تھے۔ محمدؐ کو جو اون کی ساری امیدون کے ماخذ تھے اپنا حیات تازہ بخشنے والا سمجھتے تھے اور ان کی ایسے کامل طور پر اطاعت کرتے تھے جو اون کے رتبہ عالی کے لائق تھی ایسے تہوڑی ہی زمانہ مین مکہ اس عجیب تاثیر سے دو حصون مین منقسم ہو گیا تھا جو بلا لحاظ قبیلہ و قوم ایک دوسرے کے درپئے مخالفت و ہلاکت تھے مسلمانون نے مصیبتون کو تامل و شکیبائی سے دریافت کیا اور گو ایسا کرنا اون کی ایک مصلحت تھی مگر تو بھی ایسی عالی ہمتی کی بردباری سے وہ تعریف کے مستحق ہین۔ ایک سو* مرد اور عورتون نے اپنا گھر بار چہوڑا۔ لیکن ایمان عزیز سے موںہہ نہ موڑا۔ اور جبتک کہ یہہ طوفان مصیبت فرو ہوئے **حبش** کو ہجرت کر گئے۔ پہر اس تعداد سے بھی زیادہ آدمی کہ اون مین نبی بھی شامل تھے اپنے عزیز شہر اور مقدس کعبہ کو جو اُن کی نظر مین تمام روئے زمین پر سب سے زیادہ مقدس تھا چہوڑ کر **مدینہ** کو ہجرت کر آئے اور یہان بھی اسی جادو بہری تاثیر نے دو یا تین برس کے عرصہ مین ان لوگون کے واسطے ایک برادری جو نبیؐ اور مسلمانون کی حمایت مین جان دینے کو مستعد ہو گئی طیار کر دی"۔

میور کی اس رائے کو غور سے پڑہو ہر چند اس کے فقرہ فقرہ سے عیسائی تعصب نمایان ہے تاہم صاف الفاظ مین اسے اعتراف کرنا پڑا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعوت نے عربون مین ایسا فوق العادت اثر پیدا کیا جو **شریعت موسوی**۔ دین مسیحی۔ اور فلسفہ یونان بھی نہ کر سکے تھے پہر ریورنڈ جی ایم راڈویل صاحب ایک پادری ہین جنہون نے قرآن کریم کا ترجمہ سورتون کی ترتیب نزولی (بخیال خویش) کے لحاظ سے کیا ہے انہون نے اپنے ترجمہ کے دیباچہ مین اس تاثیر کی نسبت جو عربون پر اسلام نے کی لکھا ہے۔

عرب کے سیدہے سادے خانہ بدوش بدو ایسے بدل گئے جیسے کسی نے سحر کر دیا ہو۔
بت پرستی کے مٹانے۔ جنات اور ماديات
کے شرک کی عوض اللہ کی عبادت قایم کرنے۔
اطفال کشی کی رسم کے نیست و نابود کرنے۔
بہت سے توہمات کو دور کرنے اور ازدواج
کی تعداد کو گہٹا کر ایک حد معین کرنے مین قرآن
بے شک عربون کے لئے برکت اور قدم حق تھا۔

یہہ حالت اور اثر ہے جو اسلام نے **عربون پر ڈالا** پھر دنیا کی تاریخ اس امر کی زبردست **شہادت** پیش کرتی ہے کہ وہ **عرب** جو دنیا کی تاریخ مین کوئی حصہ اور بخرہ نہ رکھتے تھے جو ہر قسم کی بدیون اور بدکاریون مین فرد تھے جب **اسلام** انہون نے قبول کیا یہی نہین کہ انہون نے دینی طور پر ترقی کی اور ان برائیون کی جگہ اعلے درجہ کی نیکیون اور پاکیزہ اخلاق نے لی۔ بلکہ دنیوی طور پر بھی انپر ہر قسم کی آسایش اور راحت کے دروازے کہولے گئے۔ وہ جو **حکومت** کے لفظ سے بھی قریبًا نا آشنا تھے۔ ربع مسکون پر ایک زبردست اور واجب التقلید **حکومت** کے بانی ہوئے۔ ایسی حکومت جسکے اصول اور قوانین آج بھی بڑی عزت اور تکریم کی نظر سے دیکھے جاتے ہین۔ کیا کسی کے وہم مین اسوقت آسکتا تھا کہ وہ قوم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم طیار کر رہے ہین یہ قوم ایک دن روئے زمین کی **فاتح** اور تمام مہذب ممالک کی **اوستاد** تسلیم ہوگی؟

اگر **اسلام** اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی مین کوئی فوق العادت تاثیر اور قوت نہ تھی تو ہمین بتاؤ کہ وہ کیا بات تھی جسنے **عربون** کی حالت مین ایسی حیرت انگیز تبدیلی پیدا کر دی۔ قرآن شریف پر غور کرنیسے معلوم ہوتا ہے کہ صرف **اسلام** ہی ایک چیز تھی جو ان کے رگ و پے مین سرایت کر گئی تھی۔ اور سچے مسلمان ہونے کی حیثیت ہی نے انہین خاک مذلت سے تخت عزت پر بٹھا دیا۔ اور یہ کبھی ہو نہین سکتا کہ ایک شخص جبکہ حقیقی طور پر اللہ تعالے کا صادق اور وفادار بندہ ہو پہر خدا تعالے اسکے لئے یہہ روا رکھے کہ وہ دنیا مین ہر قسم کی ذلت اور خواری کا نمونہ اور اسوہ ٹھیرے خدا کی مجید کتاب پکار پکار کر کہہ رہی ہے

العزۃ للہ ولرسولہٖ وللمومنین جمیعًا۔

نوٹ * ایک روایت کی رو سے بیاسی اور ایک رو سے تراسی مرد اور ۱۸ عورتین ایک چہوٹی لڑکی اور دو لڑکے تھے جو حبش کو گئے تھے ۱۲۔ مولف۔

یعنی ہر قسم کی عزت اللہ اور اسکے رسول کے لئے ہے اور پھر ان تمام مومنوں کو دی جاتی ہے جو سچے دل سے اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرتے ہیں - اگر خدا کے مخلصوں اور برگزیدوں پر ہی ہر قسم کے دکھ اور ذلت کی مار ہو تو پھر خدا تعالیٰ کی حکومت **متمیز حکومت** نہو اور نیکی اور اخلاق کی ہدایتوں کا سارا دفتر تقویم پارینہ اور بیکار محض ہو اور نہ اسکی کوئی ضرورت کسی زمانہ میں سمجھی جاوے - اگر ساری دنیا میں تہذیب اخلاق اور تمدن اور سیاست کے اعلےٰ اصولوں کی کوئی قدر کی جاسکتی ہے؟ اور ضرور کی جاتی ہے اگر عزۃ کا کوئی مفہوم ہے؟ اور ضرور ہے - اگر امن اور سلامتی کی زندگی کے کچھ معنے ہیں؟ اور ضرور ہیں تو پھر یقیناً سمجھو کہ خدا کی ہدایت اور کتاب سے بڑھ کر کوئی قانون اور نوشتہ ان اصولوں اور آئینوں کو پیش نہیں کر سکتا - اور پھر یہہ ناممکن ہے کہ اسپر عمل کرنے والے دنیا میں ذلیل اور خوار ہوں -

(باقی تیسرے نمبر میں)

دربار شام

۸ - اگست ۱۹۰۵ء

فرمایا - آج مینے بارش کے لئے دعا کی تھی - دعا کے ساتھہ ہی دل میں یہ خیال گذرا کہ یہ حبس اور امساک باران اللہ تعالےٰ کے قضا و قدر کے موافق ہے - اور اس میں دخل دینا مناسب نہیں اللہ تعالےٰ نے جو فرمایا ہے دنیا میں ایک نذیر آیا دنیا نے اسکو قبول نہ کیا پر خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا - ہر قسم کے مصائب شدائد اس کے زور آور حملوں میں آتے ہیں اور یہ سب ایک قسم کی پیشگوئیاں ہیں اور جو کچھہ ہو رہا ہے بہر حال ہمارے لئے مفید ہے کیا عجب کہ قحط کے رنگ میں ہی کوئی حملہ ظاہر ہونے والا ہو -

فرمایا - دنیا کی حالت اور رنگ دیکھا جاوے تو وہ بہت کچھہ بدلا ہوا ہے - مین دیکھتا ہوں کہ ایسی حالت ہو گئی ہے کہ گویا حسن ظن کا موقع ہی نہیں رہا کیونکہ اگر ہر پہلو سے بدظنی ہی ظاہر ہو تو انسان کہانتک اسپر حسن ظن کریگا - میں حیران ہوتا ہوں جب دیکھتا ہوں کہ دنیا میں سوائے دہریت - مکر و فریب کے اور کوئی بات نظر نہیں آتی بالکل طبیعتیں دنیا ہی پر مائل ہو گئی ہیں یہانتک کہ دین کا کام بھی اگر کوئی اپنے ہاتھہ میں لیتا ہے تو اس میں بھی ان باتوں کا دخل ہے یا تو وہ محض دنیا کا لالچ ہے یا دنیا کی بلونی ہے - ایسی حالت میں مینے سوچا کہ **اگر کوئی مرتا ہے تو پھر مرے** -

مین حیران ہوتا ہوں کہ لوگ تو اور اور باتوں کے لئے روتے ہیں (یعنی دنیا کی فلان ترقی نہیں ہوئی مسلمان فلان صیغہ میں کمزور ہیں وغیرہ ایڈیٹر) - مین کہتا ہوں کہ اور باتوں کو چھوڑو مجھے تو اس کا فکر ہو رہا ہے کہ **خدا کی ہستی ہی پر ان کو یقین نہیں رہا** -

اس مقام پر حضرت حکیم الامتہ نے عرض کی کہ کل مینے اپنے درس میں ایک موقع پر اپنی جماعت کو خطاب کر کے کہا کہ **سنو!** تم نے اس سلسلہ میں داخل ہو کر کیا لیا؟ دنیا تو تم پر لعنت بھیجتی ہے اگر خدا کے ساتھہ ہی تمہارا معاملہ صاف نہ ہو اور باہم **بغض کینہ** اور دشمنی رہی تو پھر خدا سے کیا لیا **حضرت اقدس** نے فرمایا خدا سے کیا لینا تھا کچھہ بھی نہیں بالکل سچ ہے -

---

منشی محمد جان صاحب مرحوم و مغفور مشہور صوفی لودہانوی کے ذکر خیر میں حضرت حکیم الامتہ نے عرض کیا کہ انہوں نے طب روحانی کے سلسلہ میں اور بھی دو تین جلدیں لکھنے کا ارادہ کیا تھا لیکن حضور کے دعوے کو سنکر انہوں نے اس طریق کو چھوڑ دیا اور اسے محض کھیل تماشا قرار دیا - جس سے مجھے انکے ساتھہ بڑی محبت ہو گئی حضرت حجتہ اللہ نے فرمایا مجھے بھی انہوں نے ایسا ہی خط لکھا تھا غرض آپکا ذکر خیر ہوتا رہا انکے اخلاص کے ذکر میں **توجہ اور سلب امراض کے علم** کا ذکر ہوا - اسپر **فرمایا**

اللہ تعالےٰ نے اسلام میں جو طریق شفا کا رکھا ہے وہ تو **دعا** ہی کا طریق ہے - اپنے نفس اور توجہہ پر بھروسہ کرنا یہہ بھی ایک قسم کا شرک ہے لیکن جب انسان خدا سے دعا کرتا ہے تو یہہ سب باتیں فنا ہو جاتی ہیں اور انسان پھر **اصل پناہ** کیطرف دوڑتا ہے - پس یاد رکھو کہ دعا ہی اصلیت ہے باقی جو کچھہ ہے وہ نرا خبط ہے -

دعا کی عجیب عجیب تاثیریں مینے تجربہ کی ہیں ایک بار میں درد دانت سے سخت تکلیف میں تھا عمر دراز نام ایک گرداور ہمارے ہاں آیا ہوا تھا مینے اس سے پوچھا کہ دانت کے درد کا علاج بھی آپکو معلوم ہے اس نے کہا علاج دندان اخراج دندان - مینے جب یہ بات سنی تو خیال کیا کہ دانت کا نکلوانا بھی ایک عذاب ہی ہے - میں اسوقت ایک چٹائی پر بیٹھا ہوا تھا - اور اور درد کی بیقراری کیوجہ سے سر چارپائی کی پاٹی پر رکھا ہوا تھا - اسوقت مجھے ذراسی غنودگی ہوئی - اور الہام ہؤا -

واذا مرضت فھو یشفین

اور اسکے ساتھہ ہی معاً درد جاتا رہا -

مین یقیناً جانتا ہوں کہ دعا کے سلسلہ میں ہزارہا خزائن معارف کے مخفی ہیں جو شخص دوسری طرف توجہ کریگا وہ ان خزائن سے محروم رہ جائیگا - کیونکہ جب انسان اس راہ کو جسپر سایہ دار درخت ہوں اور پانی کا سامان ہو چھوڑدے تو وہ ان تمام آرام کے سامانوں سے محروم رہیگا یا نہیں - کسی کے پہلو میں دو دل تو نہیں ہو سکتے - ایک ہی طرف توجہ کریگا - فرق ضالہ نے اسی وجہ سے نقصان اٹھایا کہ حقیقی راہ کو انہوں نے چھوڑ دیا - شیعہ وغیرہ جو حسین حسین پکارتے رہتے ہیں اسی سبب سے محروم رہے کہ انہوں نے انسان کو بت بنالیا - اور انکے سینہ میں وہ نور عرفان کا نرہا -

(اسکے بعد اپنے زمانہ طالب علمی اور شیعہ استاد کے بعض حالات بیان فرماتے رہے جس سے معلوم ہؤا کہ یہ قوم کہانتک حقایق و معارف سے محروم رہ گئی ہے - ایڈیٹر -)

میر محمد اسماعیل اسسٹنٹ سرجن دہلی

ناظرین الحکم الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں معلوم کر چکے ہیں کہ میرے **مخدوم زادہ** جناب میر **محمد اسماعیل صاحب** خلف الرشید حضرت میر ناصر نواب صاحب میڈیکل کالج لاہور کے آخری امتحان اسسٹنٹ سرجن میں اعلےٰ درجہ میں **کامیاب** ہوئے ہیں یعنے اپنے امتحان میں صوبہ بھر کے طلباء اور یو - پی - اور سنٹرل انڈیا وغیرہ میں **اول** رہے ہیں - اب یہ خوشخبری سنکر انہیں اور بھی مسرت ہوگی کہ **میر صاحب** ممدوح **دہلی** متعین ہو کر تشریف لے گئے ہیں اور اسطرح مجھے پھر موقع ملا ہے کہ میں اس تقریب پر حضرت مسیح موعود اور آپ کے اہلبیت کے حضور **مبارکباد** عرض کروں -

دہلی کی بڑی خوش قسمتی ہے کہ **میر محمد اسماعیل صاحب** ایسا با اخلاق اور دقیق الفہم ڈاکٹر وہاں متعین ہوتا ہے اس سے پہلے احمدی سلسلہ کے ایک مشہور ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب وہان کے ریفارمیٹری سکول کے انچارج ہیں -

ڈاکٹر سید محمد اسماعیل صاحب کے تقرر نے دہلی کی احمدی جماعت میں ایک اور **معزز رکن** کا اضافہ کیا -

(الحکم ذوخرچ)

دہلی اس لئے بھی خوش قسمت ہے کہ میر محمد اسماعیل صاحب دراصل دہلی ہی کے **رتن** ہیں کیونکہ آپ خواجہ میر درد صاحب مرحوم اہل اللہ کے خاندان سے ہیں - اگرچہ بظاہر یہ تقرر دہلی میں چند روزہ معلوم ہوتا ہے تاہم امید کی جاتی ہے کہ یہہ ہونہار نوجوان اپنے اخلاق اور ہمدردی نوع انسان کا پورا نمونہ دکھا کر **احمدیت** کا خارق عادت اثر دہلی پر ڈالیگا - کیا عجب کہ دہلی کی اصلاح کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہی طریق مقدر کیا ہو - بہر حال ڈاکٹر صاحب کا یہ تقرر قوم کے لئے مسرت کا موجب ہے اور میں خادم قوم ہونے کی حیثیت سے میر صاحب کے واجب الاحترام والدین کو پھر **مبارکباد** عرض کرتا ہوں -

میر محمد اسماعیل صاحب کے کامیاب ہونے کے متعلق جو پیشگوئی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باعلام الٰہی کی تھی وہ پہلے درج ہو چکی ہے اور اب جبکہ وہ **اسسٹنٹ سرجن** مقرر ہوتے ہیں اس پیشگوئی کی اور بھی عظمت ثابت ہوتی ہے - سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ڈاکٹری جماعت میں میر محمد اسماعیل صاحب کا اضافہ ہر طرح سے **قابل ناز** ہے والحمد للہ علےٰ ذالک -

مدرسہ اور کالج

مدرسہ اور کالج کے متعلق رسیدات کی اشاعت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ ہر مہینے کے آخری پرچہ میں رسیدات دی جایا کریں - اسلئے جن احباب نے مدرسہ اور کالج کے لئے چندہ روانہ کیا ہے وہ اس اگست کے الحکم میں اپنی رسیدات کو پڑھیں گے - دیری کیلئے معاف رکھیں -

معذرت

الحکم کی رفتار کچھہ ایسی ہی واقع ہوئی ہے کہ ہر چند اسکی اشاعت کے توقف کے دور کرنے میں میں سعی کرتا ہوں پھر بھی کوئی نہ کوئی وجہ اکثر روک ڈالدیتی ہے - اگرچہ الحکم کے ناظرین بھی کچھہ تو عادی ہو گئے ہیں اور کچھہ واقعی پریس کی مشکلات سے مطلع بھی ہیں اور اسی وجہ سے مجھے مورد اعتراض نہیں بناتے تاہم میں بجائے خود اس نقص کو ایک سخت نقص سمجھتا ہوں - خسرہ کی بیماری کچھہ ایسی عام ہوئی ہے کہ بعض خوش قسمت بچے اس کے حملے سے اس مرتبہ بچے ہیں میرے چاروں بڑے بچے یکے بعد دیگرے اسمیں مبتلا ہوئے - الحمد للہ اسوقت تک ہر طرح آرام ہے اسوجہ سے میں کچھہ اور بھی مصروف رہا - اب تیسرا پریس جاری کر دیا گیا ہے اگر اللہ تعالےٰ کی مرضی ہو تو کیا عجب کہ یہ تعویق نکل -

خبروں کا گلدستہ

ہندوستان اور یورپ کے مابین شرح ٹیلیگراف میں تخفیف کردی گئی ہے کناڈا اور ریاست ہائے متحدہ کے لئے عیص جزائر غرب الہند کے لئے عہ برٹش کاٹینا کے لئے ہے فی لفظ ہے یہہ شرح براہِ طہران یا لویز ہے اور براہ ترکی اس مین فی لفظ ۲ کی اور تخفیف ہے۔

وادی انڈس مین شقاق الارض واقع ہونے کیوجہ سے دریائے انڈس کی ایک بہت بڑی شاخ کا پانی رک گیا ہے جس سے خود انڈس میں چڑھ گیا ہے - دریائے کابل بھی لبالب چل رہا ہے۔

یہہ امر یقینی ہے کہ شعاع رونجن جس سے اندرون جسم کے حالات تمام دریافت ہو سکتے ہین اسکا انسٹیٹوٹ ہندوستان مین بمقام ڈیرہ دون قائم ہوگا میڈیکل آفیسرون اور ماتحتون کو اس کے استعمال کی تعلیم دی جائے گی۔

استانہ علیا کے تمام مطابع کو استنبولی طرز کے مطلا قرآن مجید ون اور دلایل الخیراتون کے چھاپنے سے روک دیا گیا ہے جنکی تمام ملکونمین دور دور مانگ ہے انکے چھاپنے کی اجازت صرف دارالسعادہ کی یونیورسٹی کو دی گئی ہے تاکہ جتنا فائدہ اس تجارت سے ہوتا ہے یونیورسٹی کو ہی پہونچے۔

امرتسر سے جو ڈاک گاڑی رات کے ۸ بجے دہلی کو جاتی ہے اتفاق سے اس مین سہ شنبہ گذشتہ کو راستہ مین آگ لگ گئی تمام مسافرون کو انبالہ مین اتار دیا گیا اور آگ بجھائی گئی۔

امریکہ مین ایک موسی پیغمبر کے پیرو چار سو پچاس فیٹ لمبی ۷۵ فٹ چوڑی اور ۴۵ فیٹ اونچی کشتی نوح طیار کر رہے ہین انکے پیغمبر بنمن نے پیشگوئی کی ہے کہ ۱۹۱۵ء مین ایک ایسا ہی طوفان آئے گا جیسا کہ نوح علیہ السلام کے وقت آیا تھا۔

امرتسر اور حصار مین قلت بارش سے غیر نہری فصلات مرجھانا شروع ہوگئین۔

مدراس مین ہیضہ کی سخت وبا پہیلی ہوئی ہے گذشتہ ہفتہ ۲۷۸۹ فی ہزار اوسط رہی بعض میونسپل حلقون مین فی ہزار دو سو آدمیون کا تلف ہونا بیان کیا جاتا ہے۔

ہندوستان اور آسٹریلیا کے درمیان ۱۵ - ماہ حال سے چٹھیات پر محصول ڈاک مین تخفیف کردی گئی ہے اب ½ اونس وزن کی چٹھی ہندوستان سے آسٹریلیا کو ار کے ٹکٹ مین جاسکے گی۔

پچھلے ہفتہ کے زلزلہ سے منڈی مین ایک گھر گر پڑا پانچ آدمی دب مرے۔

علاقہ گجرات مین تباہی طوفان سے ۷۰ لاکھ کا نقصان اندازہ ہوا۔

لکھا ہے کہ سپین کے مقام بیرگوس مین ایک عورت ۱۳ برس گذشتہ سے سوتی رہی ہے - چمچہ کے ذریعہ سے اسے غذا دیجاتی تھی - (عام ۸ اگست)

کشمیر سے ایک مصنوعی جھیل کے خوفناک وجود کی خبر آئی ہے جسکو سنکر وہان کے لوگون کے دل دہل گئے ہین ریذیڈنٹ صاحب نے اسکی خبر دی ہے کہ دریائے شیاک جو کہ راہ سلسلہ کے شمال مغرب جانب بہتا ہے اس ندی کے بالائی حصے کے پاٹ مین ایک بڑا پربت آپڑا ہے اس سے ایک بڑی بھاری جھیل بن گئی ہے یہہ بھاری ٹیلہ پچھلے سال کی طغیانی کے زور سے پہسل کر دریائے مذکور کے پاٹ مین آپڑا تھا اور اب وہان بڑی بھاری جھیل نمودار ہوگئی ہے اگر یہہ جھیل دفعتًا پھٹ گئی تو خوف ہے کہ تمام وادی انڈس دریا برد ہو جائیگی۔

ایک مولوی کی شرمناک کرتوت

سردار رگھبیر سنگھ صاحب مجسٹریٹ درجہ اول لودہانہ کی عدالت مین ایک عمر رسیدہ **مولوی** اس جرم شرمناک کا مجرم پایا گیا کہ ایک دس سالہ بچّے کے ساتھ خلاف وضع فطری کا ارتکاب کیا اور اسکی پاداش مین دو سال قید سخت کی سزا پائی۔

فہرست مبایعین

نام بقید ولدیت و موضع و ضلع و تحصیل

دالدہ الہ دتا - موضع ناروال ضلع سیالکوٹ - اخیر جون
برادر الہ دتا - 〃 〃 〃 〃
الہ دتا کی چاچی 〃 〃 〃 〃
عمر دین ولد کرم بخش - جبرہ اول - امرتسر - حال وارد ملک افریقہ بمقام ممبئی
نور بی بی زوجہ عمر الدین 〃 〃 〃
غلام نبی ولد عمر دین 〃 〃 〃
محمد یوسف محرر چنگی موضع سامانہ 〃
منشی شیخ محمد بخش صاحب - چھاونی کامل پور صدر بازار اٹک -
سید علی اکبر شاہ سپاہی پنشن ۱۳۵ چھاونی بنی - اصل متوطن موضع گجرات کہاریاں ڈاکخانہ خاص سنہ -
محمد سعید اصل متوطن شہر بنارس حال از پوریہ بنگالی ٹولہ - بن
اہلیہ حکیم غلام محی الدین صاحب رہنی پٹیالہ ڈاکخانہ رحم یار خان
فتح علی ولد کرم الدین کچہ گران گجرات ٹانڈہ
ابراہیم ولد امام الدین کہاجو ضلع جالندہر تھانہ بنگہ
گوہر علی ولد مامون لدیانہ
محمد امیر - امرتسر دروازہ رام باغ کٹڑہ بگھیان
سلطان محمد موضع بن باجوہ ضلع سیالکوٹ تحصیل پسرور
سعادت علی قزلباش موضع سیدوالہ ضلع منٹگمری
اسد اللہ ڈار موضع ناروال ضلع سیالکوٹ
فضل دین قصاب 〃 〃
قادر بخش ولد الٰہی بخش موضع مانڈو ضلع لاہور تحصیل لاہور
امام الدین ولد فضل دین 〃 〃 جولائی پچھلے
کالو ولد کیمان 〃 〃 〃
علم الدین ولد چندا 〃 〃 〃
سلطا نہی ولد کالو 〃 〃 〃
تانگ ولد گلاب 〃 〃 〃
خیر الدین ولد حمید 〃 〃 〃
نواب ولد ماہی 〃
امام الدین ولد تانگ 〃 〃 〃
شادی ولد بہو 〃 〃 〃

ہفتہ اول جولائی

لبہا ولد بوٹا 〃 〃 〃 〃
چراغ شاہ 〃 〃 〃
نبی بخش انگریز 〃 〃 〃
رانجہا 〃 سبحان 〃 〃 〃
چراغ دین ولد کیمان 〃 〃 〃
اللہ رکہا 〃 میران بخش 〃 〃 〃
اللہ رکہی بیوہ نبی بخش 〃 〃 〃
بہاگن بیوہ ولد الٰہی بخش 〃 〃 〃
زینب دختر غلام حسین 〃 〃 〃
غلام فاطمہ زوجہ غلام حسین 〃 〃 〃
مسماۃ کیمون زوجہ جوایا 〃 〃 〃
کرم بی بی بیوہ احمد الدین 〃 〃 〃
رحمت بی بی زوجہ کالو 〃 〃 〃
فضل بی بی زوجہ چراغ شاہ 〃 〃 〃
رحیم بی بی زوجہ عیدا 〃 〃 〃
عائشہ زوجہ قادر بخش 〃 〃 〃
سردار خان ولد چودہری فتح دین بن باجوہ سیالکوٹ پسرور
زوجہ چودہری فتح دین 〃 〃 〃
سردار بی بی 〃 〃 〃
خوشی محمد 〃 〃 〃

مریضو! مولوی حکیم نورالدین صاحب کے مجربات سے فائدہ اٹھاؤ

مینے اللہ تعالے پر بھروسہ کرکے ایک شفاخانہ کھولنا چاہا ہے جسمین اصول صحت کی خلاف ورزی کیوجہ سے جو لوگ دکھہ اٹھا رہے ہون اپنے بقدر طاقت ہمدردی کرون مینے نہ نیپال کا سفر کیا ہے - نہ مجھے کسی سادہو اور سنیاسی نے کوئی نسخہ بتایا ہے ہان مجھے ایک فخر حاصل ہے جو میری رائے مین بہت ہی کم شتہرین کو حاصل ہوگا - اور وہ یہ ہے کہ سالہا سال سے مین مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی ثم القادیانی کے مطب مین ان کے ماتحت اور نگرانی مین ہر قسم کے مریضون کا علاج حکیم صاحب موصوف کی تجویز اور تفہیم سے کرتا رہا ہون اور ابتک بھی مجھے یہ فخر حاصل ہے بلکہ خصوصیت کے ساتھہ بیرونی مریضونکی خط وکتابت اور ان کے لئے نسخہ جات کا تجویز کرنا بھی میرے ہی سپرد ہے - بس جو لوگ حضرت حکیم الامۃ کے طریق علاج اور آپ کی طبی تحقیقات اور واقفیت سے واقف ہین اور مین جانتا ہون پنجاب مین کوئی جگہ ہوگی - جہان ایسے واقف کار موجود نہون انکے لئے اتنا کہدینا کافی ہے میرے تجربہ اور اس دعوی کی تصدیق خود مولانا ممدوح کی تحریر سے بھی ہوتی ہے - اور اب جو مینے یہ سلسلہ شروع کیا ہے اہمین بھی میرا معمول یہی ہوگا - کہ امراض عامہ جو اسباب عامہ کے ماتحت ہوتی ہین کا علاج تو ان ہزار ہا مرتبہ آزمودہ اور مجرب نسخون کے ذریعہ ہوگا جو مولویصاحب کے مطب مین ہمیشہ مستعمل ہوتے ہین اور خاص اور قابل غور امراض مین مولویصاحب ممدوح کے مشورہ سے یہ نسخہ جات تجویز ہوا کرینگے - اس بنا پر یہ شفاخانہ جسکا نام **شفاخانہ فضل رحمانی** رکھا گیا ہے مین نے قادیان مین کھولدیا ہے اس شفاخانہ کے ذریعہ سے ایک اور عظیم الشان کام بھی کرنا مقصود ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت حکیم الامۃ کی طبی **تحقیقات اور مجربات** کو جو ویدک - یونانی - ڈاکٹری - اور ہر قسم کے جدید تجربون پر مشتمل ہے بذریعہ رسالجات یا کتب کے شایع کیا جاوے -

لاکھہ شہادتون کی ایک شہادت

مین تصدیق کرتا ہون کہ فضل الرحمن میری تجارب سے واقف اور خوب واقف ہے بعض خطرناک بیماریون تک الدم اور دق مین اس نے بڑی جانفشانی سے علاج کیا اور کامیاب ہوا - مین امید کرتا ہون کہ اگر وہ تقوی سے کام لیگا تو اسکو خود بھی اور اس کے باعث بہت لوگونکو نفع پہونچیگا - آمین میرا یہ گمان سچ ہو - آمین
نورالدین

سرمہ زنگاری - حاذق طبیب مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہزار ہا مریضون پر آزمایا ہوا آنکھونکی بہت سی بیماریون خصوصاً جالا - دہند - سبل (یعنی آنکھونمین سرخ ڈورے پڑ جانا) ڈہلکا - آنکھونمین پانی زیادہ آنا - جرب جسمین پلکون کے سرخی ہو دانہ ہو وغیرہ کیلئے مفید قیمت فی تولہ ۸ **سرمہ نورالعین** - مجرب اور آزمودہ ہر ایکقسم کی آنکھونکی بیماری کیلئے اکسیر ہے جسمین بڑا جزو ممیرا ہے قیمت فیتولہ عہ **آتشک کی گولیان** قیمت فی ڈبیا ع۱ **مرہم آتشک** فی ڈبیا ۸ **سفوف جریان** (مرد کو ہو یا عورت کو) چند روزہ کے استعمال سے مفید ثابت ہوگا - قیمت فیتولہ ۸ **سفوف سوزاک** قیمت سات خوراک کیلئے عہ **حبوب باؤ گولا** - یہ گولیان امراض ہسٹیریا باؤ گولا (ہسٹیریا) مین از بس مفید ہین عورتین عموماً اس مرض مین مبتلا ہوتی ہین اور بسبب جن بہوت کے اسیب کا وہم رکھنے کے بہت سارا روپیہ خرچ کر ڈالتے ہین اور اندر ہی اندر گھل گھل کر مر جاتی ہین - ان گولیون کے استعمال سے بہت فائدہ ہوتا ہے قیمت فی ڈبیا ع۱ **عرق عشبہ** - قیمت فی شیشی عہ **حب طحال** قیمت فی ڈبیا ۱۲ **کہانسی کی گولیان** - فی ڈبیا ۸ **حبوب بواسیر** - فی ڈبیا عہ **روغن شمیم** - قیمت فی شیشی عہ **بال اڑانیکا پوڈر** - فی ڈبیا ۸ **حب ضیق النفس** - قیمت فی ڈبیا ع۱ **دوائی ناسور** - قیمت فی ڈبیا کہانے کیلئے عہ **روغن دافع امراض گوش** قیمت فی شیشی ۸ **ضعف اٹھرا کی مجرب دوائی** - یہ دوائی حکیم حاذق مولوی نورالدین صاحب کی آزمائی ہوئی ہے اس ہی سیکڑون عورتون کو فائدہ ہوتا ہے جن کے بچے بچپن مین اس مرض سے تلف ہو جاتے ہین - یہ مولویصاحب کی مجرب چند دوائیہ ہین - کچھہ تو گولیان ہونگی جو عورت کو ابتداء حمل سے شروع کرکے وضع حمل تک کہانی ہونگی - کچھہ خاص قسم کی دم کی ہوئی اجوائین اور فلفل سیاہ ہوگی جو عورت کو شروع حمل سے تا اختتام ایام رضاعت کہانی پڑیگی - قیمت کل دوائی کی جو اس تمام عرصہ مین کہائی جاویگی عہ **منجن** - قیمت فی ڈبیا ۸ **خارش کی مجیب دوائی** قیمت فی ڈبیا ۸

ہر مرض کیلئے دوائی بذریعہ وی پی پارسل بھیجی جاویگی - جن امراض کی تشخیص بذریعہ خط وکتابت نہین ہو سکتی ان کا علاج بجز مریض کے دیکھنے کے نہین کیا جاویگا - ہمارا کام صرف اشتہاری طبیب بننا نہین بلکہ مریض و شفا ہونا اصل مقصود ہے - ہان ہمین ذاتی نفع بھی مقصود ہوگا مگر عام اشتہاری طبیبونکی طرح نہین -

نوٹ - کسی خط کا جواب بدون جوابی کارڈ یا ٹکٹ کے نہین دیا جاویگا ایسے صاحب جواب آنیکی شکایت نکرین -

المشتہر

مفتی فضل الرحمن منیجر شفاخانہ فضل رحمانی قادیان -

ہندوستان مین ایک لاثانی کمپنی

بکثرت عمدہ ہے

کیا آپکو معلوم نہین ہے کہ بھارت بیمہ کمپنی لاہور ہندوستان بھر مین ایک لاثانی کمپنی ہے مفصلہ ذیل وجوہات سے (۱) اس کا کل انتظام دیسیون کے ہاتھہ مین ہے (۲) اس کا سرمایہ دیسی کارخانون اور تجارت مین لگایا جاتا ہے جس سے اس ملکی تجارت کو فروغ ہوتا اور ملک کو فائدہ پہونچتا ہے (۳) دیسیون کے ہاتھہ مین انتظام ہونیکی وجہ سے اس کمپنی کا خرچ دوسرے غیر ملکی کمپنیون کے مقابلہ مین بالکل کم ہے اور اس لئے یہ نہایت مضبوط اور مستحکم بنیاد پر قایم ہے (۴) جتنے ممبر اس کمپنی کے انتقال کر چکے ہین ان کے پس ماندگان کو بلا حیل وحجت کے فوراً بیمہ کا روپیہ ادا کیا گیا ہے چنانچہ تمام پبلک کمپنی کی خوش معاملگی اور حق شناسی سے خوب واقف ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی خصوصیات اس کمپنی کو حاصل ہین جو ہندوستانی باشندہ جو کہ اپنی زندگی کا بیمہ کرانا چاہتا ہے اگر وہ ذاتی اور ملکی وجوہات کو مدنظر رکھیگا تو وہ قایل ہو جائیگا کہ اسی اپنی زندگی کا بیمہ سوائے بھارت کے اور کسی کمپنی مین نہین کرانا چاہئے - آج وقت ہے کہ آپ اس محفوظ ترین کمپنی کے ممبر بنکر اپنے بال بچون اور دیگر عزیزون کیلئے ایک معقول رقم چھوڑ جانیکا انتظام کرین ہماری کمپنی کے پراسپیکٹس کا سرسری مطالعہ ہی آپکو ہمارے دعوے کی صحت کا قایل کر دیگا ایک کارڈ پر اپنا نام وپتہ لکھہ بھیجئے پراسپیکٹس مذکور آپ کی خدمت مین بذریعہ ڈاک پہنچ جائے گا - **گیان چند** منیجر وائیچواری - یا درخواستین بنام **لاجپت رائے ساہنی سکرٹری** بھارت بیمہ کمپنی لمیٹڈ لاہور آنی چاہیئے -

مرا برف بارید بر پر زاغ - نشاید چو بلبل تماشائے باغ

واقعی بڑھاپا دنیاوی خوشیونکا خاتمہ ہے اور خاصکر جنکے اولاد نہ ہو انکا بڑھاپا تو غضب ڈہاتا ہے آپ بھی اگر بوڑہی کی حدتک پہونچ گئے ہون تو مفصلہ ذیل غور سے پڑہین - **شاہی خضاب** مثل تیل ہویل کے لگایا جاتا ہے بالونکو دو منٹ مین سیاہ بہونرا کر دیتا ہے نہ جلد پر داغ دیتا ہے اور نہ بالونکو سخت کرتا ہے قیمت ع۱ **روح افزا** نامردی سستی لاولدی ضعف باہ و دماغ جریان وغیرہ کیواسطے اکسیر ہین پیر کو نوجوان اور نوجوان کو پہلیتن بناتا ہے قیمت تین روپیہ فی شیشی - **روح النساء** حیض بقاعدہ کم یا زیادہ دیر بعد یا جلدی تکلیف سے یا بالکل نہ آوے سفید پانی آوے لاولدی ہو یا ہر سوزش ہو - غرضیکہ عورتونکی سب بیماریون کیواسطے مجرب ہے قیمت تین روپے فی شیشی **نقرۃ النسیسی گلگونہ** - چہرہ کے مہاسے جہائیان سیاہ داغ وکیل وغیرہ دور کرکے خوبصورت وا جلا بناتا ہے خوبصورتی کیواسطے لازمی ہے قیمت ایک روپیہ - **گولیان و روغن** - انکے استعمال سے بال ہمیشہ سیاہ رہتے ہین اگر کچھہ سفید ہو گئے ہون تو بھی سیاہ ہو جاتے ہین اور پھر ہمیشہ سیاہ رہتے ہین - قیمت دو روپے - **بال اڑانیکا تیل** - بلا کسی تکلیف و خارش دو منٹ مین نازک سے نازک جگہ کے بال بھی دور ہون - قیمت عہ فی شیشی **سرمہ ممیرا** - دہند - غباری - لالی - پڑبال - پانی جانا - وابتدائی موتیابند کیواسطے اکسیر ہے قیمت ع۱ فی تولہ **بواسیر** - خونی - بادی - جدی یا آتشک سے ہوتے اگر ہون تو بلا تکلیف گم - قیمت دو روپے -
دمہ - کیسا ہی پرانا و سخت دمہ ہو خواہ پھیپھڑے خراب ہو گئے ہون بشرطیکہ شفا ہو - قیمت تین روپے -
دوائی آتشک مجرب و اکسیر قیمت تین روپے دوائی سوزاک تیر بہدف تین روپے - خط وکتابت کا پتہ
ڈاکٹر کیسر سنگہ ایم لے بکرم ہسپتال فیروز پور شہر پنجاب

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر و مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا۔

دربار شام

یکم اگست ۱۹۰۵ء

مڑوعہ ضلع ہوشیار پور سے آئے ہوئے دو بھائی داخل بیعت ہوئے-

فرمایا بیعت مین داخل ہونے والون کے اسماء کو باقاعدہ لکھا جاوے اگر یہہ سب نام لکھے جائین تو ان مشکلات کا سامنا نہو جو بعض وقت پیش آتی ہین-

ایڈیٹر- اس سے اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ منشاء ہے کہ ہر شخص کو جو بیعت مین داخل ہوتا ہے ضرور چاہئے کہ وہ سلسلہ عالیہ کی ضروریات کے لئے چندہ مین شریک ہو- قطع نظر اس کے کہ وہ رقم چندہ کی قلیل ہے یا کثیر-

۲- مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ایک خط کا ذکر ہوا- جو انہون نے منشی حسین بخش صاحب تحصیلدار پنڈی گھیپ حال جھنگ قادیان کے نام لکھا ہے-

فرمایا معلوم نہین وہ کونسی بدی تھی جسنے اسکو اس سلسلہ کی شناخت سے محروم رکھا- تاہم جب تک وہ زندہ ہے ہم اس پیشگوئی کی کوئی تاویل نہین کرتے جو اس کے متعلق ہے کہ وہ آخر رجوع کریگا-

مین جانتا ہون کہ اوائل مین وہ بڑا اخلاص ظاہر کیا کرتا تھا بٹالہ کے سٹیشن پر خود اس نے حامد علی سے لوٹا لیکر مجھے وضو کرایا اور جب مین اٹھتا تو میرا جوتا اٹھا کر آگے رکھہ دیتا تھا-

اس مین دوسرے مولویون کی نسبت ایک بات تو ہے وہ یہہ کہ جب یہہ کسی بات کو مانے تو دلیری کے ساتھہ اسکا اعلان کر سکتا ہے-

۳- **فرمایا** مین حیران ہون میرا معاملہ تو بالکل صاف تھا- تین باتین تھین ان لوگون نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ بھی تسلیم کر لیا- اور امت کے مثل یہود ہو جانے کا بھی اقرار کر لیا- اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بھی تسلیم کیا ان ساری باتون کو تو مثیل کے طور پر مانا لیکن **مسیح** کے متعلق یہ کہتے ہین کہ وہی آئیگا- یہہ کس طرح ہو سکتا ہے؟

یہہ تو ایسی مثال ہے کہ جیسے دو بھائی ہین جب انمین کوئی تقسیم ہو تو ہر ایک قسم کی چیزین انہین دیجاتی ہین جب کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مین یہودیون کے مثیل مانتے ہین تو اس مین کیون موت پڑتی ہے کہ ایک **مسیح** بھی تسلیم کرین-

۴- فرمایا مین دیکھتا ہون براہین مین میرا نام اصحاب الکہف بھی رکھا ہے- اس مین یہ سر ہے کہ جیسے وہ مخفی تھے اسی طرح پر تیرہ سو برس سے یہہ راز مخفی رہا اور کسی پر نہ کھلا- اور ساتھہ اسکے جو **رقیم** کا لفظ ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود مخفی ہونے کے اس کے ساتھہ ایک کتبہ بھی ہے اور وہ کتبہ یہی ہے کہ تمام نبی اسکے متعلق پیشگوئی کرتے چلے آئے ہین-

دربار شام

۳- اگست ۱۹۰۵ء

شام کی تاریکی قلم بند کرنے کی اجازت ندیتی تھی اسلئے مینے خداداد قوت حافظ کی مدد سے اپنے الفاظ مین اس روئداد کو لکھا ہے جو بزرگ اس اجلاس مین موجود تھے وہ اسے پڑھ کر انشاء اللہ سمجھہ لین گے کہ مین اسکے لکھنے مین بہت بڑی حد تک کامیاب ہوا ہون والحمد للہ علی ذالک-

ایڈیٹر

سلسلہ کلام اس امر سے شروع ہوا کہ تمام نبیون اور راستبازون کے کلام مین عجز و انکسار کے الفاظ اور اپنی کمزوری کا اظہار پایا جاتا ہے اسپر اعتراض نہین کرنا چاہئے- حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اشتہار متعلقہ زلزلہ مین اس قسم کے الفاظ استعمال کئے ہین اسپر مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی اعتراض کیا ہے- اعلےٰ حضرت نے میرے معزز بھائی مفتی محمد صادق صاحب کو غالباً بائبل مین ایسے مقامات دیکھنے کے لئے ارشاد فرمایا تھا- اس کا ذکر مفتی صاحب نے کیا اسپر اعلےٰ حضرت نے فرمایا-

اس قسم کے الفاظ تمام نبیون کی کتابون مین پائے جاتے ہین چونکہ ان کی معرفت بہت بڑھی ہوئی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جبروت کے مقام کو شناخت کرتے ہین اسلئے نہایت انکسار اور عاجزی کا اظہار کرتے ہین- نادان جنکو اس مقام کی خبر نہین ہے وہ اسپر اعتراض کرتے ہین حالانکہ یہہ انکی کمال معرفت کا نشان ہوتا ہے-

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا آیا ہے اس مین صاف فرمایا ہے تو استغفار کر- اس سے کیا مراد ہے؟ اس سے یہی مراد ہے کہ تبلیغ کا جو عظیم الشان کام تیرے سپرد تھا دقائق تبلیغ کا پورا پورا علم تو اللہ تعالےٰ ہی کو ہے اسلئے اگر اس مین کوئی کمی رہی ہو تو اللہ تعالےٰ اسے معاف کردے- یہہ استغفار تو نبیون اور راستبازون کی جان بخش اور عزیز چیز ہے- اب اسپر نادان اور کوتاہ اندیش عیسائی اعتراض کرتے ہین جہان استغفار کا لفظ انہون نے سن لیا جھٹ اعتراض کر دیا- حالانکہ اپنے گھر مین دیکھین تو مسیح کہتا ہے کہ مجھے نیک مت کہہ- اس کی تاویل عیسائی یہ کرتے ہین کہ مسیح کا منشاء یہ تھا کہ مجھے خدا کہہ- یہہ کیسے تعجب کی بات ہے کیا مسیح کو انکی والدہ مریم یا ان کے بھائی **خدا** کہتے تھے جو وہ یہی آرزو اس شخص سے رکھتے تھے کہ وہ بھی خدا کہے- انہون نے یہ لفظ تو اپنے عزیزون اور شاگردون سے بھی نہین سنا تھا وہ بھی **استاد استاد** ہی کہا کرتے تھے پھر یہ آرزو اس غریب سے کیونکر انکو ہوئی- کیا وہ خوش ہوتے تھے کہ کوئی انہین خدا کہے یہہ بالکل غلط ہے انکو نہ کسی نے استاد کہا اور نہ انہون نے کہلوایا پھر ایک اور توجیہ کرتے ہین کہ دراصل وہ شخص منافق تھا- اسلئے حضرت مسیح گویا خفا ہوئے کہ تو نیک کیون کہتا ہے کیونکہ تو مجھے نیک نہین جانتا- یہہ بھی بالکل غلط بات ہے کہان سے معلوم ہوا کہ وہ منافق تھا-

غرض اصل بات یہی ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے اپنی عبودیت کا اعتراف کرتے رہتے ہین- اور دعاؤن مین لگے رہتے ہین احمق ان باتون کو عیب سمجھتے ہین- اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاؤن کو دیکھا جاوے تو پھر ایسے احمق اعتراض کرنے والے تو خدا جانے کیا کیا کہین جیسے اللھم باعد بینی وبین خطای کما باعدت بین المشرق والمغرب-

---

{ایک مخلص نے پہاڑ پر جانیکے لئے اجازت چاہی اسکے متعلق تذکرہ آنے پر فرمایا-}

اللہ تعالےٰ کے وعدے بالکل سچے ہین جبکہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی عذاب شدید آنیوالا ہے تو اسکا کوئی وقت تو ہمین معلوم نہین ہے اس لئے بڑی احتیاط کرنی چاہئے- پہاڑون پر کیا ہے ہم تو گرمیان یہان ہی بسر کرتے ہین کوئی ایسی تکلیف نہین ہوتی بلکہ مین ایک مرتبہ ڈلہوزی گیا کسی مقدمہ کی تقریب تھی- جب مین وہان پہونچا تو خلاف عادت دیکھا نہ گرمی ہے نہ پسینا آتا ہے بارش ہوتی ہے اور بادل گھرون مین اندر گھس آئے- ہر وقت اندر بیٹھے رہنا نہ چلنے پھرنے کے لئے موقع ملے اگر ہر روز چائے نہ پیئین تو اسہال آجائین ایک دو دن مین نے گذارے پھر سخت تکلیف محسوس ہونے لگی- اور مین جب تک پٹھانکوٹ نہ پہونچ گیا طبیعت مین نشاط اور انشراح پیدا نہ ہوا- انکو لکھدو کہ وہ یہان آجائین اگر بارش ہوتی رہی- تو یہان بھی موسم اچھا ہے اور ۱۵- ستمبر تک تو امید ہے موسم مین بڑی تبدیلی ہو جائیگی- **فرمایا** مین دیکھتا ہون کہ گرمیون کو بھی روحانی ترقی کے ساتھہ خاص مناسبت ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھو کہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے مکہ جیسے شہر مین پیدا کیا اور پھر آپ ان گرمیون مین تنہا **غار حرا مین** جا کر اللہ تعالےٰ کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کیسا عجیب زمانہ ہوگا آپ ہی ایک پانی کا مشکیزہ اٹھا کر لے جایا کرتے ہونگے-

(اللہ! اللہ! کیسا پر لطف نظارہ ہوگا ایڈیٹر)

اصل بات یہہ ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کے ساتھہ انس اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے تو پھر دنیا اور اہل دنیا سے ایک نفرت اور کراہت پیدا ہو جاتی ہے- بالطبع تنہائی اور خلوت پسند آتی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی حالت تھی اللہ تعالےٰ کی محبت مین آپ اسقدر فنا ہو چکے تھے کہ آپ اس تنہائی مین ہی پوری لذت اور ذوق پاتے تھے- ایسی جگہ مین جہان کوئی آرام اور راحت کا سامان نہ تھا- اور جہان جاتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہو- آپ وہان کئی کئی راتین تنہا گذارتے تھے- اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کیسے بہادر اور شجاع تھے- جب خدا تعالےٰ سے تعلق شدید ہو تو پھر شجاعت بھی آجاتی ہے اس لئے مومن کبھی بزدل نہین ہوتا- اہل دنیا بزدل ہوتے ہین انمین حقیقی شجاعت نہین ہوتی ہے-

اس بات کو سن کر کہ خدا تعالےٰ سے جسقدر تعلقات شدید ہوتے ہین اور ایسے لوگ تنہائی اور خلوت کو پسند کرتے ہین بعض لوگ اعتراض کرتے ہین کہ پھر ان نبیون اور رسولون کے بیوی بچے کیون ہوتے ہین وہ بازارون مین چلتے پھرتے ہین اور کہاتے پیتے ہین-

مگر افسوس ہے کہ ایسا اعتراض کرنے والے نہین سوچتے کہ ان لوگون کی تو ایسی مثال ہے جیسے ایک شخص تو کسی کے دروازے پر بھیک مانگنے جاوے اور ایک اسکا دوست ہو- اور وہ محض اس سے ملنے ہی کے لئے گیا ہو اب اگر وہ دوست اپنے دوست کے سامنے پلاؤ وغیرہ لا کر رکھہ دیتا ہے تو اس مین اسکا کیا قصور ہے- اس دوست کو تو اسکے کہانے مین لذت آتی ہے اور وہ گدا جو ہے اسکو خشک روٹی کا ٹکڑا دیدیا جاتا ہے اگر زیادہ ٹھیرے تو پھر دھکے دے کر باہر کیا جاتا ہے- حالانکہ یہ معاملہ دوست سے نہین ہوتا بلکہ اس کے زیادہ قیام اور اسکے کہانے پینے سے خود اسے ایک لذت آتی ہے-

یہی حال ان نبیون اور ماموروں کا ہوتا ہے انکے سامنے جو کچھہ آتا ہے وہ انکی نفسانی خواہشون کا نتیجہ نہین ہوتا وہ تو ساری لذت اور راحت اللہ تعالےٰ ہی کے ذکر اور شغل مین پاتے ہین اور فی الحقیقت تنہائی ہی کو پسند کرتے ہین جہان وہ اپنے محبوب سے اپنے دل کی آرزوئین اور تمنائین پیش کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ اس حالت مین کوئی انکو نہ دیکھے-

علاوہ برین یہ تعلقات انکی تکمیل کیلئے ہوتے ہین۔ مینے بارہا بیان کیاہے کہ اخلاق کے سارے پہلو پورے نہین ہوتے ہین جب تک ہر قسم کی حالتین پیش نہ آئین۔ نبیون اور رسولون کے لئے شدائد اور مشکلات بہی آتے ہین اور یہ مشکلات بہی انکے اخلاق کی تکمیل کے لئے ہوتی ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جیسے تمام اخلاق کا اظہار ہوا ہے کسی دوسرے کو یہہ موقع نہین ملا۔ مکہ معظمہ مین جب تک آپ رہے تو ہر قسم کی تکالیف اور مشکلات کا سامنا رہا جس مین آپ کے کمال صبر اور رضا بالقضا کے پہلو کا ظہور ہوا۔ پہر جب آپ فاتح ہوکر ایک بادشاہ کی حیثیت سے داخل ہوئے تو حالانکہ آپ ان سب کو قتل کرسکتے تہے۔ اور اس قتل مین حق پر بہی تہے لیکن باوجود مقدرت کے ان سب کو معاف کردیا جس سے آپ کے کمال ایثار سخاوت۔ عفو اور درگذر کا ثبوت مل گیا۔ حضرت مسیح کو یہ موقع نصیب نہین ہوا۔ اور وہ ان دونون پہلوؤن کو ظاہر نہین کرسکے۔

دارالامان کا ہفتہ

۱- اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اہلبیت خدا کے فضل وکرم سے خیریت سے ہین اور براہین احمدیہ جلد پنجم کی تصنیف مین مصروف ہین۔ براہین احمدیہ کا ضمیمہ چہپ رہا ہے۔

۲- بزرگان ملت کی صحت قوم کے لئے خوشی اور شادمانی کا باعث ہے۔

۳- عام طور پر قادیان مین خسرہ کی مرض کی شکایت ہے خدا کا شکر ہے کہ ابہی تک یہہ مہلک نہین ثابت ہوا۔ بارش کی سخت ضرورت محسوس ہورہی ہے۔

۴- مکرمی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب آگرہ سے تین ماہ کی رخصت لیکر آئے ہین + انکی طبیعت کسی قدر ناساز ہے اللہ تعالےٰ اپنا فضل کرے۔

۵- حضرت فاضل امروہی اور عالی جناب سیٹھ عبد الرحمن صاحب مدراس سے غالباً آنے والے ہین۔

۶- اگست ۱۹۰۵ء - رویا مین دیکہا کہ ایک لفافہ ہے جسمین کچہہ پیسے ہین۔ کچہہ پیسے اسمین سے نکل کر باہر سامنے بہی پڑے ہین۔ اس کے بعد الہام ہوا۔

"تیرے لئے میرا نام چمکا"

ڈائری - فرمایا۔ اس الہام سے پہلے اگرچہ خواب مین پیسے دیکہے گئے جو کسی جہگڑے یا غم پر دلالت کرتے ہین۔ مگر وحی الٰہی صریح لفظوں مین دلالت کرتی ہے کہ اس کے بعد کوئی نشان ظاہر ہوگا جسکے واقعہ سے خدا تعالےٰ اپنے نام اور اپنی ہستی کو لوگون پر ظاہر کریگا۔

دربار شام ۵ اگست ۱۹۰۵ء

حضرت حجۃ اللہ کے تشریف فرما ہوتے ہی ایک حاجی صاحب درد نے پیش ہوکر بیعت کی درخواست کی جس پر اعلےٰ حضرت نے فرمایا کہ ایک دو دن کے بعد کرلینا۔ اسکے بعد سلسلہ کلام یون شروع ہوا کہ کثرت کے ساتہہ لوگ اس سلسلہ مین داخل ہورہے ہین۔ بظاہر اس کے وجوہ اور اسباب کا ہمین علم نہین ہماری طرف سے کونسے واعظ مقرر ہین؟ جو لوگون کو جاکر اس طرف بلاتے ہون۔ یہہ محض خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک کشش ہے۔ اور جب خدا تعالےٰ کیطرف سے کوئی سلسلہ قایم ہوتا ہے تو اس مین ایک کشش لگی ہوئی ہوتی ہے جسکے ساتہہ لوگ کہنچے چلے آتے ہین یہی حال یہان بہی ہے کہ اک ایک کشش رکہدی ہے جہانتک اللہ تعالےٰ اس سلسلہ کو پہونچانا چاہتا ہے اسی حد تک اس نے کشش رکہدی ہے۔

پہر ذکر آیا کہ بعض لوگ بیعت کے خطوط بہیجتے ہین تو انمین درج ہوتا ہے کہ ہمارا فلان کام ہوجاوے یا اسقدر روپیہ ملجاوے توبیعت کرلین۔ اسپر فرمایا

ایسی شرائط والے ہمیشہ محروم رہتے ہین صدیقی فطرت والے تو کسی نشان یا معجزہ کا طلب کرنا اپنی ہتک شان سمجہتے ہین۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کونسے نشانات دیکہے تہے وہ جانتے تہے کہ عرب کی موجودہ حالت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ کوئی مصلح آوے۔ اور جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعوےٰ کیا تو آپ کے اخلاق اور آپ کی راستبازی ہی ایک عظیم الشان معجزہ ان کے واسطے ہوگئی اور انہون نے دعوے کے سنتے ہی قبول کرلیا۔ ایسے لوگون کے لئے کسی نشان کی کبہی حاجت نہین ہوئی۔ جو لوگ اس قسم کے شرائط پیش کرتے ہین کہ اس قدر آمدنی ہوجاوے تو ایمان لائین گے وہ گویا یہ سمجہتے ہین کہ ایمان لاکر اللہ تعالےٰ پر یا اسکے رسول پر احسان کرتے ہین۔ وہ احمق نہین جانتے کہ اللہ تعالےٰ کو ان کی پروا کیا ہے یہ تو اللہ تعالےٰ کا احسان ہے کہ اسنے ہدایت کی راہ انکو بتائی اور اپنے مامور کو ہدایت کے واسطے بہیجا۔ یہہ اللہ تعالےٰ کا صاف احسان ہے وہ الٹا خدا تعالےٰ پر احسان رکہنا چاہتے ہین + قرآن شریف مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ نشان اللہ کے پاس ہین اور دوسری جگہ فرماتا ہے زمین وآسمان مین نشان ہین اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگ کیسے بے وقوف ہین جو اتنا نہین سمجہتے کہ کیا یہ وقت کسی نبی کی ضرورت کا ہے یا نہین؟ حالت زمانہ خود اسپر شہادت دیتی ہے پہر اس سے بڑہ کر اور وہ کیا نشان چاہتے ہین؟

ہر شخص اس امر کا محتاج ہے کہ اسکا خاتمہ ایمان پر ہو اور وہ اطمینان کے ساتہہ اس دنیا سے جاوے جب اس امر کی ضرورت ہے تو یہ شرط کیسی بیہودہ اور فضول ہے کہ وہ کام ہو یا اسقدر آمدنی ہو تو بیعت کرونگا۔ ضرورت جو ہر وقت مد نظر ہونی چاہیے وہ تو حسن انجام کی ضرورت ہے۔

مین دیکہتا ہون کہ یہ باتین کیون ہوتی ہین اسلئے کہ اللہ تعالےٰ کی عظمت دل پر نہین ہے اگر اللہ تعالےٰ کے جلال و جبروت کا دل پر اثر ہو اور اسکی ہستی پر ایمان ہو تو دل ڈر جاوے اور یہ فسق و فجور اور شر ور نفسانی جس مین دنیا مبتلا ہے اس سے نجات پاجائین۔ اور اس کیطرف آنے مین ایسی شرطین نہ لگائین۔

کیسی حیرانی کی بات ہے کیا بیمار طبیب کے پاس جاکر اسے کچہہ نذرانہ دیتا ہے یا اس سے یہ شرط کرتا ہے کہ اگر مین اچہا ہوجاؤن تو مجہے اسقدر نذرانہ دینا؟

جو لوگ اس قسم کی باتین کرتے ہین وہ خدا تعالےٰ کیطرف آتے ہی نہین انکا مقصد اور غرض تو وہ کم بخت دنیا ہوتی ہے جسکو وہ پیش کرتے ہین۔ ان کے دل مین یہ سوز وگداز اور جلن نہین کہ اللہ تعالےٰ کے ساتہہ تعلق ہو اور اسکی طرف دلی رجوع اور توجہ ہوجاوے اگر یہ قلق اور کرب پیدا ہو تو ایسی باتین نہ کرین۔ کیونکہ بیمار خواہ جسمانی ہو یا روحانی جب وہ اپنی مرض کو محسوس کرلیتا ہے تو وہ تو بے اختیار ہوکر تڑپتا پہرتا ہے۔ اور طبیب کے کہنے پر اسقدر ایمان لاتا ہے کہ جو کچہہ وہ دیدے اسے اپنی بہتری کے لئے کہالیتا ہے۔ یہہ عجیب بات ہے کہ آنا تو دین کیطرف اور اسکے لئے دنیا کی شرط لگانا!!!

بعض لوگ اس قسم کے بہی ہوتے ہین کہ ذرا دنیا کا کوئی ابتلا پیش آجاوے تو سارا جوش ٹہنڈا ہوجاتا ہے اگر ایسے ہی لوگ ہماری جماعت مین داخل ہون تو ان سے کیا فائدہ اور صحابہ سے کیا مقابلہ صحابہ کی عجیب حالت تہی انکے بیوی بچے بہی تہے پہر بہی ہزارون خدا تعالےٰ کی راہ مین مارے گئے اگر وہ دین کو دنیا پر مقدم نہ کرلیتے تو کیونکر ممکن تہا کہ وہ اپنی جانون کو بطرح پر خدا کی راہ مین دیدیتے۔ لکہا ہے کہ ایک صحابی کے ہاتہہ مین کچہہ کہجورین تہین اور وہ کہارہا تہا اسے معلوم ہوا کہ دوسرا شہید ہوگیا ہے اسنے اپنے نفس کو سخت ملامت کی کہ تیرا بہائی شہید ہوگیا ہے اور تو ابہی باقی ہے۔ یہہ تہی ان لوگون کی ایمانی حالت۔

مین سچ سچ کہتا ہون کہ دین کے ساتہہ دنیا جمع نہین ہوسکتی ہان خدمت گار کے طور پر تو بے شک ہوسکتی ہے لیکن بطور شریک کے ہرگز نہین ہوسکتی۔

یہہ کبہی نہین سنا گیا کہ جسکا تعلق صافی اللہ تعالےٰ سے ہو وہ ٹکڑے مانگتا پہرے اللہ تعالےٰ تو اسکی اولاد پر بہی رحم کرتا ہے جب یہ حالت ہے تو پہر کیون ایسی شرطین لگاکر ضدین جمع کرتے ہین ہماری جماعت مین وہی شریک سمجہنے چاہئین جو بیعت کے موافق دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہین جب کوئی شخص اس عہد کی رعایت رکہہ کر اللہ تعالےٰ کی طرف حرکت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو طاقت دیدیتا ہے۔

صحابہ کی حالت کو دیکہکر خوشی ہوتی ہے کہ کیسے اللہ تعالےٰ نے انکو پاک صاف کردیا حضرت عمرؓ کو دیکہو کہ آخر وہ اسلام مین آکر کیسے تبدیل ہوئے۔ اسی طرح پر ہمین کیا خبر ہے کہ ہماری جماعت مین وہ کون سے لوگ ہین جنکے ایمانی قویٰ ویسے ہی نشو ونما پائین گے اللہ تعالےٰ ہی عالم الغیب ہے اگر ایسے لوگ نہون جنکے قوےٰ نشو ونما پاکر ایک جماعت قایم کرنے والے ہون تو پہر سلسلہ چل کیسے سکتا ہے مگر یہہ خوب یاد رکہو کہ

جس جماعت کا قدم خدا کیلئے نہین اس سے کیا فائدہ؟

خدا کے لئے قدم رکہنا امر سہل بہی ہے جبکہ خدا تعالےٰ اسپر راضی ہوجاوے اور روح القدس سے اسکی تائید کرے یہہ باتین پیدا نہین ہوتی ہین جب تک اپنے نفس کی قربانی نکرے اور اسپر عمل ہو من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوىٰ فان الجنة هى المأوىٰ۔

ہی المأوی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہشتی زندگی اسی دنیا سے شروع ہوجاتی ہے۔ اگر ہوائے نفس کو روک دین۔ صوفیون نے جو فنا وغیرہ الفاظ سے جس مقام کو تعبیر کیا ہے وہ یہی ہے کہ نہی النفس عن الہوی کے نیچے ہو۔

حکیم الامۃ کی اہلیہ کلان کا انتقال

مینے الحکم کی گذشتہ اشاعت مین مرحومہ کی لائیف پر ایک نوٹ لکہنا چاہا تہا لیکن بعد مین جب میرے مکرم بہائی مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر نے اپنے اخبار مین مرحومہ کی زندگی پر کچہہ لکہا تو مینے اسی تحریر کو کافی سمجہا اسلئے کہ مفتی صاحب بوجہ قرابت داری مرحومہ کے عادات وخصائل سے بہت زیادہ واقف تہے مین جو کچہہ لکہتا وہ محض سماعی باتین ہوتین اسلئے مین مفتی صاحب کے نوٹ ہی کو ذیل مین درج کر دیتا ہون - تاہم میرا جی چاہتا ہے کہ ایسی واجب الاحترام اور قابل نمونہ عورت کی زندگی کے حالات کسی قدر تفصیل سے شائع ہونے چاہئین - اور اگر خود **حضرت حکیم الامۃ** اسپر لکہین تو غالباً بہت مفید ہوگا۔ مین مکرمی مفتی صاحب کی تحریر مین کسیقدر اضافہ کرنا چاہتا ہون - **مرحومہ** نے اپنے **واجب العزت** شوہر حکیم الامۃ کی دنیوی زندگی کے مختلف مدارج دیکہے تہے اور ایک معمولی مشاہدہ سے لیکر ہزارون روپیہ ماہوار تک کی **آمدنی** اور ایک جلیل القدر شاہی طبیب کی اہلیہ ہونے کا زمانہ اسنے پایا تہا - لیکن مرحومہ کی زندگی مین اس انقلاب نے کوئی ایسا اثر در انقلاب پیدا نہین کیا جس مین تکبر - نخوت - خود نمائی اور ریاکاری پیدا ہوئی ہو بلکہ انکی طبیعت مین جو سادگی - خدا ترسی اور نوع انسان پر شفقت فروتنی اور انکسار اسوقت تہا جبکہ حضرت حکیم الامۃ شاہی طبیب ہوئے تہے وہی عادات اور خصائل آپ مین اس وقت بہی پائی جاتی تہین جبکہ انہین یہ فخر حاصل تہا یہ بات بہت تہوڑے آدمیون مین پائی جاتی ہے - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحومہ کے دلپر دنیوی مال ومتاع نے کوئی بیہودہ اثر پیدا نہین کیا - مجہے جہانتک معلوم ہوا ہے وہ اپنے واجب الاحترام شوہر کے رنگمین پوری رنگین تہین جسطرح انکی طرز زندگی ہمیشہ یکسان رہی ہے اسی طرح مرحومہ کے مزاج مین کوئی تغیر واقع نہین ہوا اور مین اس **استقامت** اور استقلال اور وقار کو کامل ایمان کا نشان سمجہتا ہون - اور یادہ قومی خصایص مین سے ہے جو ہر ایون کے تہے - اور اس عادت اور خصلت نے مرحومہ کو ہمیشہ خوش رکہا جہانتک کہ جب حضرت حکیم الامۃ اس شاہی منصب سے الگ ہوکر ایک درویش کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدمون مین آکر رہے تو اسے ذرا بہی خیال نہین ہوا کہ ہزارون ماہوار کی آمدنی اب اسکے ہاتہ مین نہین - مرحومہ کی سادگی ہمیشہ تعجب سے دیکہی جاتی ہے جو حضرت حکیم الامۃ کی پاک لائیف پر بہی ایک روشنی ڈالتی ہے جنکے شباب کا بہت بڑا زمانہ مرحومہ کے ساتہہ گذرا ہے۔

مرحومہ مین ایک اور عجیب وصف بہی تہا جو مستورات کے لئے خصوصاً ایک عمدہ نمونہ ہے - مرحومہ کے بہت سے بچے انکی زندگی مین فوت ہوئے لیکن کبہی بے صبری اور جزع فزع انسے ظاہر نہین ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتہہ کیسی سالمت اور مصالحت تہی - پہر ایک اور بات بہی قابل ذکر ہے۔

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امر اور اشارہ سے جب حضرت حکیم الامۃ نے دوسرا نکاح کیا تو مرحومہ نے کبہی بہی ملال خاطر ظاہر نہ کیا - برخلاف دنیا کی عام عورتون کے مولویصاحب کی دوسری بیوی کی اولاد کو ہمیشہ عزیز از جان سمجہتی رہین جسکا بدیہی ثبوت یہ ہے کہ عزیز **عبد الحی** سلمہ اللہ الرحمان کی **آمین** دیکہنے سے پہلے مرنے کی آرزو نہ تہی بلکہ یہہ خواہش تہی کہ **بچے** کا **ختم قرآن** دیکہہ لون۔

مرحومہ کو بچون اور عورتون کے علاج مین خاص مذاق اور ملکہ تہا - اور **حافظہ** بہت قوی تہا - سستی اور کاہلی باوجود بڑہاپے کے آپ کے پاس نہ آتی تہی -

غرض

مرنے والی مین بہت سی خوبیان تہین حق مغفرت کرے - اب مین مفتی صاحب کا نوٹ درج ذیل کرتا ہون - ایڈیٹر -

انا للہ وانا الیہ راجعون

اہلیہ الکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب کی زوجہ کلان جن کا نام فاطمہ تہا - بتاریخ ۲۸ - جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ اس دار فانی سے رحلت فرمائین - انا للہ وانا الیہ راجعون - مرحومہ مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی بہیروی کی لڑکی تہین اور حضرت مولوی صاحب موصوف کے نکاح مین اسوقت آئی تہین - جب کہ مولویصاحب ہند وعرب سے تحصیل علوم کرکے کوئی تیس سال کی عمر مین اپنے وطن بہیرہ کو واپس تشریف لاتے تہے اور قریب ۴۵ سال تک آپ کی محرم راز رہکر قریباً ۶۵ سال کی عمر مین وفات پائی - بہیرہ مین تقلیدی رسوم اور بدعات کی مخالفت سب سے پہلے حضرت مولوی صاحب نے ہی کی تہی - جس کی وجہ سے بہیرہ مین آپ کی سخت مخالفت ہوئی تہی اور یہی گروہ مخالف اس نکاح مین ہارج اور مانع ہوا تہا - مگر مفتی شیخ صاحب نے اس کی پرواہ نکرکے اس کام کو تکمیل تک پہونچایا اور مرحومہ یوم نکاح سے لیکر مرتے دم تک اپنے خاوند کے ساتہہ ہم مذہب وہم عقیدہ تہین - مرحومہ صلہ رحمی کی صفت مین کمال رکہتی تہین اپنے نواسون اور نواسیون (یعنی مولوی عبد الواحد صاحب غزنوی اور اخویم مفتی فضل الرحمن صاحب کی اولاد) کی پرورش مرتے دم تک اپنے ذمہ لی ہوئی تہی - اور مفتیون کے گہر مین ان کی چہوٹی لڑکی کا رشتہ انہین کی کوششون کا نتیجہ تہا۔

باوجود اسقدر بیماری کے جو مدت سے انکے لاحق حال تہی گہر کا یہ سب کام کہانے پکانے وغیرہ کا خود کرتی تہین دور ونزدیک کے رشتہ دارون کے ساتہہ ہمیشہ نیک سلوک کرتی رہتی تہین اور سب کی خبر گیری کرتی تہین - مرحومہ اس عاجز کی بہت قریبی رشتہ مین خالہ تہین اور میرے ساتہہ بہت محبت کیا کرتی تہین - انہین ایام کی بات ہے کہ ایک دن بسبب تپ لرزہ کے مین بیمار ہوگیا تو مرحومہ نے میری بیماری کی خبر سنکر ارادہ کیا کہ میری بیمار پرسی کو آوین لیکن خود سخت بیمار تہین اور ضعف اسقدر تہا کہ ایک قدم چلنا مشکل تہا اسواسطے نہ آسکین - مرحومہ کو حضرت مسیح موعود کے ساتہہ سچا اخلاص اور ایمان تہا مجہے کہا کرتی تہین کہ یہ مولویصاحب کا احسان ہے کہ ہم نے خدا کے مسیح کو شناخت کر لیا لیکن اب تو میرے دل مین خدا کے رسول کی اسقدر محبت ہے کہ اگر کوئی بہی اس سے پہر جائے مین اوس سے منہ نہین پہیر سکتی - بعد از نماز عصر مرحومہ کا جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمعہ جماعت کثیر باہر میدان مین پڑہا - نماز جنازہ مین دعا کو بہت ہی لمبا کیا قبل مغرب مرحومہ کو قادیان کے شمال مشرقی جانب کے قبرستان مین دفن کیا گیا - اللہ تعالےٰ اسکو جنت مین بلند جگہ نصیب فرماوے -

رات (۲۸ - جولائی ۱۹۰۵ء) قبل از عشا حضرت مسیح موعود کی مجلس مین حضرت نے خود ہی مرحومہ کا ذکر کیا - فرمایا " وہ ہمیشہ مجہے کہا کرتی تہین میرا جنازہ آپ پڑہائین - اور مینے دل مین پختہ وعدہ کیا ہوا تہا کہ کیسا ہی بارش یا آندہی وغیرہ کا بہی وقت ہو مین ان کا جنازہ پڑہاؤنگا آج اللہ تعالےٰ نے ایسا عمدہ موقع دیا کہ طبیعت بہی درست تہی اور وقت بہی صاف میسر آیا اور مینے خود جنازہ پڑہایا -

عاجز نے عرض کی اون کی یہ بہی خواہش تہی کہ میری وفات جمعہ کے دن ہو - فرمایا " ہان - وہ ایسا کہا کرتی تہین - خدا تعالےٰ نے یہ خواہش بہی اون کی پوری کر دی چند روز ہوئے - ابہی ہم باغ مین تہے کہ وہ ایک دن سخت بیمار ہوگئین اور قریب موت کے حالت ہوگئی تو کہنے لگین کہ آج تو منگل ہے اور ہنوز جمعہ دور ہے اور ابہی عبد الحی کی آمین بہی نہین ہوئی قدرت خدا اسوقت طبیعت بحال ہوگئی اور پہر خواہش کے مطابق عبد الحی کی آمین کی خوشی بہی دیکہی اور آخر جمعہ کا دن بہی پایا -

فرمایا - یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک بزرگ کسی شہر مین بہت بیمار ہوگئے اور موت تک حالت پہونچ گئی تب اپنے ساتہیون کو وصیت کی کہ مجہے یہودیون کے قبرستان مین دفن کرنا - دوست حیران ہوئے کہ یہ عابد زاہد آدمی ہین یہودیون کے قبرستان مین دفن ہونے کی کیون خواہش کرتے ہین - شاید اسوقت حواس درست نہین رہے انہون نے پہر پوچہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہین - بزرگ نے کہا - کہ تم میرے فقرہ پر تعجب نہ کرو مین ہوش سے بات کرتا ہون اور اصل واقع یہ ہے کہ تیس ۳۰ سال سے مین دعا کرتا ہون کہ مجہے موت طوس کے شہر مین آوے پس اگر آج مین یہان مرجاؤن - تو جس شخص کی تیس ۳۰ سال کی مانگی ہوئی دعا قبول نہین ہوئی وہ مسلمان نہین ہے - مین نہین چاہتا کہ اس صورت مین مسلمانون کے قبرستان مین دفن ہوکر اہل اسلام کو دہوکا دون - اور لوگ مجہے مسلمان جانکر میری قبر پر فاتحہ پڑہین - قدرت خداوندی وہ اوسوقت تندرست ہوگیا اور پہر دس پندرہ سال کے بعد شہر طوس مین بیمار ہوکر فوت ہوگیا -

فرمایا - مرحومہ نے اپنی عمر مین بہت شدائد اور مصائب اٹہائے کتنی اولاد مرگئی - یہہ مصائب جو قضا وقدر سے انسان پر پڑتے ہین اس کی کمی پورا کر دیتے ہین جو انسان سے اعمال حسنہ مین رہ جاتی ہے -

جب حضرت کے ہان صاحبزادہ میان بشیر احمد تولد ہوئے تہے تو حضرت نے مرحومہ کو فرمایا تہا - کہ یہ تمہارا بیٹا ہے اسواسطے بشیر احمد کے ساتہہ مرحومہ کو خاص محبت تہی - صاحبزادہ بشیر احمد جنازہ کے ساتہہ اور دفن کے وقت اس طرح موجود رہے کہ انکا چہرہ اس اندرونی محبت کو ظاہر کرتا تہا -

ہم تمام احباب کی خدمت مین درخواست کرتے ہین کہ وہ **مرحومہ کا جنازہ** اپنی جماعت کے ساتہہ اپنے اپنے شہر مین پڑہین اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کرین -

مرحومہ کی عادت مہمان نوازی کا یہ حال تہا - کہ ان کی دلی خواہش تہی - کہ ہمارا باورچی خانہ مین ایک سیر پختہ نمک روزانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیده موسومہ بہ تنبیہ الغافلین بمدح حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

من تصنیف خاکسار ترکی شاه مخاطب بہ امیر الشعراء ملازم سلطان

گر مباش اے قوم از بہر خدا — پنبهٔ غفلت برار از گوشہا
تا بکے خفتن چو مست جام مے — زیر طاق آسمان فتنہ زا
تا بکے بگریختن از راه راست — تا بکے بیره شدن از ره نما
تا بکے سر تافتن از امر حق — تا بکے سستی ز فرمان خدا
تا بکے از بہر دنیائے دنی — روز و شب بگذاشتن در حیلہ ہا
تا بکے مانند حمال حطب — ریختن خارے بپائے مصطفیٰ
تا بکے از کبر و کین و بغض و جہل — رخ بنا دادن بخاصان خدا
تا بکے بر بستن از روئے حسد — بر رسولان تہمت کذب و دغا
تا بکے اخلاص با روئے بتان — تا بکے با عاشقان حق وغا
تا بکے از یاوه گوئی ہائے خویش — گوش نہ نہادن بقول پیشوا
تا بکے از بد نہادی ہائے خویش — زشت گفتن بندگان نیک را
تا بکے تبدیل معنی ساختن — در کلام خالق ارض و سما
تا بکے از زشتی اعمال خویش — دور تر ماندن ز فرمان خدا
تا بکے رُفتن نہ از ریش و مژه — آستان قادیانی میرزا
تا بکے نشنیدن از جہل و غرور — امر حق را از لب آن با صفا
شد چہ گر از جانب پروردگار — ره نمایک آمده سوئے شما
ترسم اے یاران کہ ہمچون قوم لوط — آتشے بارد نہ بر فرق شما
می شود انجا کہ تکذیب امام — زود سازد حق تباه آن قوم را
باز آ اے قوم جاہل باز آ — از خیال دشمنی میرزا
چیست گر از جانب یزدان رسید — اشرف المخلوق و تاج اولیا
تا کہ از ہر کار شرک و بدعتی — باز دارد مشرکان زشت را
صد تاسف بہر این اندرز و پند — کافرش کردی خطاب اے ناسزا
این چنین گفتن برائے این چنین — توبہ کن اے مولوی بہر خدا
صد تاسف تہمت کذبش دہی — آنکہ بنماید ترا راه صفا
بر فتد ہر کس کہ با وے بگمان — بشکند پشت و سرش چرخ دوتا
دوست او دوست یزدان بود — دشمن او دشمن رب العلا
زود تر سر زیر فرمانش نہید — تا نہ نازل گردد از گردون بلا
ترکیا کن مطلع ثانی رقم — در ثنائے آن امام رہنما

مطلع ثانی

اے ز نور روے تو ارض و سما — گشت روشن ہمچو مہر پُر ضیا
تا شدی مبعوث ای مہدی وقت — کعبہ دانم خطهٔ پنجاب را
مس زر خالص بود از دست تو — می شود از خاک پایت کیمیا
کور مادر زاد بینا مے شود — بر رُخش گر افگند مہرت ضیا
حاسدان گویند از روے حسد — رفت نام قادیانی تا کجا
عالمان بار یاوه خورده بین — فتوئ کفرت دہند اے با خدا
در پس عیسیٰ و مریم غیر تو — حق عطا کرد است این قدرت کرا
در جہان کز یک نگاه فیض تو — صد تن مجذوم مے یابد شفا
قدر والائے ترا نشناختند — کوتہ اندیشان ز گرد کینہ ہا
شک ندارم در بزرگی ہاے تو — بر کلام خود کنم حق را گوا
او نمی پیچد سر از فرمان تو — نیک کردن ہر کرا خواہد خدا
در نصیب آنکہ دوزخ کرده اللہ — ہرگز او آرد نہ حکم تو بجا
از زمین تا عالم بالا رسد — ذکر تو اے جانشین مصطفیٰ
مورد طعن ملایک مے شود — ہرکسے کذاب می گوید ترا
عاقبت شد جانب ملک عدم — آنکہ از حق خواست بہر تو فنا
کس نہ جان بر می شود از قہر حق — الحذر اے قوم از خشم خدا
با امامان این چنین دشنام سخت — الحذر اے قوم از خشم خدا
بر امامان این چنین جور و ستم — الحذر اے قوم از خشم خدا
ہمره نیکان بدی ہا این چنین — الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین با رہنمایان گمرہی — الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین خصمی بایزد دوستان — الحذر اے قوم از خشم خدا
این چنین تکلیف دادن با امام — الحذر اے قوم از خشم خدا
ہمره پاکان چنین بغض و حسد — الحذر اے قوم از خشم خدا
بر امامان سنگ رانی این چنین — الحذر اے قوم از خشم خدا
ترک حق کردن ز حب مال و جاه — الحذر اے قوم از خشم خدا
از امام وقت بد خوئی چنین — الحذر اے قوم از خشم خدا
مستعد گشتن بقتل رہنما — الحذر اے قوم از خشم خدا
جاه کندن در ره خاصان حق — نیست واجب اے رفیقان بر شما
کاذبش بیدانشان گویند حیف — کرده آن کس حق و باطل را جدا
عاشق احمد نہ باشد چون خدا — آشنا را می شناسد آشنا
تا عیانت رتبہ احمد شود — از حسد اے خصم دین بیرون برآ
می شود خورشید چرخ چارمی — ہر کہ می گردد ز میرزا خاک پا
مولوی ہرگز نہ چون عیسیٰ بود — عالمی گردد نہ مثل انبیا
پیر گولڑ مثل مرزا کے شود — ہمچو بینا بے بصر باشد کجا

اظہار جوش عشق و ارادت خویش بحضرت میرزا

در غم عشق تو اے یوسف لقا — پاره کردم جیب و دامان قبا
بر زبانم ہست نام پاک تو — ہر نفس ہر لحظہ ہر صبح و مسا
کاشکے آن صبح روشن بر دمد — تا بہ بینم جلوهٔ روئے ترا
کاشکے روید بجسمم بال و پر — تا پرم سویت چو مرغان در ہوا
کاشکے بینم جمال پاک تو — تا کنم در پائے تو جان را فدا
کاش گردد طے زمین در پائے من — تا رسم پیش تو چون باد صبا
کاش بیند بر در تو در سجود — فرق خود این عاشق غم مبتلا
چشم خود بستم ز روے دیگران — در نظر تا جلوهٔ تو کرد جا
من ترا دانستہ ام از صدق دل — ہادی و مہدی امام دوسرا
بر زمین از چرخ چارم آمدی — بالیقین اے آفتاب پُر ضیا
در دل ہر شب بگویم از نیاز — داورا بنما جمال میرزا
آن قدر ماتم کہ بینم روے او — نیست غم گر بعد ازان آید قضا
در گرستن می گذارم روز و شب — عاشق روئے تو شد تا دیده ہا
جہد کن اے دل کہ کاخش بنگری — پیش ازان افتد کہ از حمت بنا
تا کنم وصفش ز بام آسمان — قدسیان خوانند ہر دم این نوا
حبذا اے ہادی و مہدی عہد — حبذا اے شمع انوار خدا
حبذا اے موجهٔ بحر کرم — حبذا اے معدن شرم و حیا
حبذا اے کان الطاف و سخا — حبذا اے لولوے لالائے ما
حبذا اے محیی دین رسول — حبذا اے گوہر صدق و صفا
حبذا اے رہنمائے گمرہان — حبذا اے جانشین مصطفیٰ
حبذا اے دستگیر عاجزان — حبذا اے یاور خلق خدا
بر ثبوت دعوے تو نیست دور — چون محمدؐ گر شود آہو گوا
منکر تو منکر پیغمبر است — منکر تو منکر روز جزا
منکر تو چون رود زین خاکدان — باشدش در آتش سوزنده جا
صبر کن بر تو ستمہا گر کنند — روز و شب این قوم جاہل بر ملا
یعنے از تو بیشتر ہر قوم نیز — کرده صد جور و ستم بر انبیا
عاقبت گردید پیوند زمین — ہمچو قوم عاد از باد فنا

باز مخاطب با قوم

التجا بحضرت کبریا برائے دیدن دیدار میرزا

کے بود یارب کہ چشم تیره ام — نور یابد از جمال میرزا
کے بود کین چشم گریان بنگرد — سرزمین قادیان را داورا

مخاطب با صبا

اے نسیم صبحدم گر بگذری — جانب گلزار کوئے میرزا
اولش از من رسان صد سلام — باز بر گویا ہزاران التجا
ہست مشتاق لقایت در دکن — ترکی زار و نزار و بے نوا
دشمنش شد یک جہان از مہر تو — گویدش گمراه ہر اہل ہوا
مدعی یک سو کہ ہر یک یار غار — بر تنش افتد بسان اژدہا
منحرف گردید ہر یارش چنان — شمر گز ابن علی در کربلا
ہر یکے شاگرد او بیگانہ شد — در غم عشق تو شد تا مبتلا
جملہ عالم تشنهٔ خونش شده است — کافرش ہر یک بگوید بر ملا
او نگر اندر محبت منصور وار — سر نتابد از دم شمشیر ہا
کار او با کس نمانده در جہان — تا بیفتاد است کارش با شما
شعلهٔ درد فراقت سر زند — از دل آن تفتہ جانی دائما
چشم رحمت بر فگن بر حال او — تا رسد پیش تو آن بشکستہ پا
اے امام مہدی خواہم بعجز — کز پئے این بنده فرمائی دعا

تا ببوسم آستان پاک تو
با ہزاران اتحاد و التجا

حسب ایمائے فتح محمد احمدی جمعدار رجمنٹ انفنٹری
علاوه نواب سر آسمانجاه مرحوم حیدرآباد دکن

خدا آسمان و زمین کا نور ہے

(از حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح۔ المصباح فی زجاجۃ۔ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ۔ یکاد زیتھا یضئ ولو لم تمسسہ نار۔ نور علی نور یھدی اللہ لنورہ من یشاء۔ ویضرب اللہ الامثال للناس۔ واللہ بکل شئ علیم

(الجزو نمبر ۱۸)

خدا آسمان و زمین کا نور ہے۔ یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کیطرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں وہی تمام فیوض کا مبدء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے اسی کی ہستی حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر و زبر کی پناہ ہے وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانہ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔ یہ تو عام فیضان ہے جس کا بیان آیت **اللہ نور السموات والارض** میں ظاہر فرمایا گیا یہی فیضان ہے جس نے دائرہ کی طرح ہر ایک چیز پر احاطہ کر رکھا ہے جس کے فایض ہونے کے لئے کوئی قابلیت شرط نہیں لیکن بمقابلہ اس کے ایک خاص فیضان بھی ہے جو مشروط بشرایط ہے اور انہیں افراد خاصہ پر فایض ہوتا ہے جنمیں اس کے قبول کرنے کی قابلیت و استعداد موجود ہے یعنی نفوس کاملہ انبیاء علیہم السلام پر جنمیں سے افضل و اعلیٰ ذات جامع البرکات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے دوسروں پر ہرگز نہیں ہوتا اور چونکہ وہ فیضان ایک نہایت باریک صداقت ہے اور دقایق حکمیہ میں سے ایک دقیق مسئلہ ہے اس لئے خداوند تعالیٰ نے اول فیضان عام کو (جو بدیہی الظہور ہے) بیان کر کے پھر اس فیضان خاص کو بغرض اظہار کیفیت نور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم ایک مثال میں بیان فرمایا ہے کہ جو اس آیت سے شروع ہوتی ہے **مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح** الخ اور بطور مثال اس لئے بیان کیا کہ تا اس دقیقہ نازک کے سمجھنے میں ابہام اور دقت باقی نہ رہے کیونکہ معانی معقولہ کو صور محسوسہ میں بیان کرنے سے ہر ایک غبی و بلید بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے بقیہ ترجمہ آیات ممدوحہ یہ ہے اس **نور کی مثال** (فرد کامل میں جو پیغمبر ہے) **یہ ہے جیسے ایک طاق** (یعنی سینہ مشروح حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم) **اور طاق میں ایک چراغ** (یعنی وحی اللہ) **اور چراغ ایک شیشہ کی قندیل میں جو نہایت مصفی ہے** (یعنی نہایت پاک اور مقدس دل میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ہے جو کہ اپنی اصل فطرت میں شیشہ سفید اور صافی کیطرح ہر ایک طور کی کثافت اور کدورت سے منزہ اور مطہر ہے اور تعلقات ماسوی اللہ سے بکلی پاک ہے) **اور شیشہ ایسا صاف کہ گویا ان ستاروں میں سے ایک عظیم النور ستارہ ہے جو کہ آسمان پر بڑی آب و تاب کے ساتھ چمکتے ہوئے نکلتے ہیں جن کو کوکب دری کہتے ہیں** (یعنے حضرت خاتم الانبیاء کا دل ایسا صاف ہے کہ کوکب دری کیطرح نہایت منور اور درخشندہ جسکی اندرونی روشنی اسکے بیرونی قالب پر پانی کیطرح بہتی ہوئی نظر آتی ہے) **وہ چراغ زیتون کے شجرہ مبارکہ سے** (یعنی زیتون کے روغن سے) **روشن کیا گیا ہے** (شجرہ مبارکہ زیتون سے مراد وجود مبارک محمدی ہے کہ جو بوجہ نہایت جامعیت و کمال انواع و اقسام کی برکتوں کا مجموعہ ہے جن کا فیض کسی جہت و مکان و زمان سے مخصوص نہیں بلکہ تمام لوگوں کیلئے عام علی سبیل الدوام ہے اور ہمیشہ جاری ہے کبھی منقطع نہیں ہوگا) اور شجرہ مبارکہ نہ شرقی ہے نہ غربی (یعنی طینت پاک محمدی میں نہ افراط ہے نہ تفریط بلکہ نہایت توسط و اعتدال پر واقع ہے اور احسن تقویم پر مخلوق ہے اور یہ جو فرمایا کہ اس شجرہ مبارکہ کے روغن سے چراغ وحی روشن کیا گیا ہے سو روغن سے مراد عقل لطیف نورانی محمدی مع جمیع اخلاق فاضلہ فطرتیہ ہے جو اس عقل کامل کے چشمہ صافی سے پروردہ ہیں اور وحی کا چراغ لطایف محمدیہ سے روشن ہوتا ان معنوں کر کے ہے کہ ان لطایف قابلہ پر وحی کا فیضان ہوا اور ظہور وحی کا موجب وہی ٹھہرے اور اسمیں یہ بھی اشارہ ہے کہ فیضان وحی ان لطایف محمدیہ کے مطابق ہوا اور انہیں اعتدالات کے مناسب حال ظہور میں آیا کہ جو طینت محمدیہ میں موجود تھی اسکی تفصیل یہ ہے کہ ہر ایک وحی نبی منزل علیہ کی فطرت کے موافق نازل ہوتی ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مزاج میں جلال اور غضب تھا توریت بھی موسوی فطرت کے موافق ایک جلالی شریعت نازل ہوئی حضرت مسیح علیہ السلام کے مزاج میں حلم اور نرمی تھی سو انجیل کی تعلیم بھی حلم اور نرمی پر مشتمل ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاج بغایت درجہ وضع استقامت پر واقعہ تھا نہ ہر جگہ حلم پسند تھا اور نہ ہر مقام غضب مرغوب خاطر تھا بلکہ حکیمانہ طور پر رعایت محل اور موقعہ کی ملحوظ طبیعت مبارک تھی سو قرآن شریف بھی اسی طرز موزون و معتدل پر نازل ہوا کہ جامع شدت و رحمت و ہیبت و شفقت و نرمی و درشتی ہے سو اسجگہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا کہ چراغ وحی فرقان اس شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے کہ نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی طینت معتدلہ محمدیہ کے موافق نازل ہوا ہے جسمیں نہ مزاج موسوی کیطرح درشتی ہے نہ مزاج عیسوی کی مانند نرمی بلکہ درشتی اور نرمی اور قہر اور لطف کا جامع ہے اور مظہر کمال اعتدال اور جامع بین الجلال والجمال ہے۔ اور اخلاق معتدلہ فاضلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ جو بمعیت عقل لطیف روغن ظہور روشنی وحی قرار پائی انکی نسبت ایک دوسرے مقام میں بھی اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے **انک لعلی خلق عظیم** (نمبر ۲۹) یعنے تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم و مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں کیونکہ لفظ **عظیم** محاورہ عرب میں اس چیز کی صفت میں بولا جاتا ہے جسکو اپنا نوعی کمال پورا پورا حاصل ہو مثلاً جب کہیں کہ یہ درخت عظیم ہے تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ جسقدر طول و عرض درخت میں ہو سکتا ہے وہ سب اسمیں موجود ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عظیم وہ چیز ہے جسکی عظمت اس حد تک پہونچ جائے کہ حیطۂ ادراک سے باہر ہو۔ اور **خلق** کے لفظ سے قرآن شریف اور ایسا ہی دوسری کتب حکمیہ میں صرف تازہ روی اور حسن اختلاط یا نرمی و تلطف و ملایمت (جیسا عوام الناس خیال کرتے ہیں) مراد نہیں ہے بلکہ خلق بفتح خا اور خلق بضم خا دو لفظ ہیں جو ایک دوسرے کے بمقابل واقع ہیں خلق بفتح خا سے مراد وہ ظاہری صورت ہے جو انسان کو حضرت واہب الصور کیطرف سے عطا ہوئی جس صورت کیساتھ وہ دوسرے حیوانات کی صورتوں میں متمیز ہے۔ اور خلق بضم خا سے مراد وہ صورت باطنی یعنی خواص اندرونی ہیں جنکی رو سے حقیقت انسانیہ حقیقت حیوانیہ سے امتیاز کلی رکھتا ہے پس جسقدر انسان میں من حیث الانسانیت اندرونی خواص پائے جاتے ہیں اور شجرہ انسانیت کو نچوڑ کر نکل سکتے ہیں جو کہ انسان اور حیوان میں من حیث الباطن ما بہ الامتیاز ہیں ان سب کا نام خلق ہے اور چونکہ شجرہ فطرت انسانی اصل میں توسط اور اعتدال پر واقع ہے اور ہر ایک افراط و تفریط سے جو قوی حیوانیہ میں پایا جاتا ہے منزہ ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** (الجزو نمبر ۳۰) اسلئے خلق کے لفظ سے جو کسی مذمت کی قید کے بغیر بولا جائے ہمیشہ اخلاق فاضلہ مراد ہوتے ہیں اور وہ اخلاق فاضلہ جو حقیقت انسانیہ ہے تمام وہ خواص اندرونی ہیں جو نفس ناطقہ انسان میں پائے جاتے ہیں جیسے عقل۔ ذکا۔ سرعت فہم۔ صفائی ذہن۔ حسن تحفظ۔ حسن تذکر۔ عفت۔ حیا۔ صبر۔ قناعت۔ زہد۔ تورع۔ جوانمردی۔ استقلال۔ عدل۔ امانت۔ صدق لہجہ۔ سخاوت فی محلہ۔ ایثار فی محلہ۔ کرم فی محلہ۔ مروت فی محلہ۔ شجاعت فی محلہ۔ علو ہمت فی محلہ۔ حلم فی محلہ۔ تحمل فی محلہ۔ حمیت فی محلہ۔ تواضع فی محلہ۔ ادب فی محلہ۔ شفقت فی محلہ۔ رافت فی محلہ۔ رحمت فی محلہ۔ خوف الٰہی۔ محبت الٰہیہ۔ انس باللہ۔ انقطاع الی اللہ وغیرہ وغیرہ) **اور تیل ایسا صاف اور لطیف کہ بن آگ ہی روشن ہونے پر آمادہ** (یعنی عقل اور جمیع اخلاق فاضلہ اس نبی معصوم کے ایسی کمال موزونیت و لطافت و نورانیت پر واقع کہ الہام سے پہلے ہی خود بخود روشن ہونے پر مستعد تھے) **نور علی نور۔ نور فایض ہوا نور پر** (یعنی جبکہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم میں کئی نور جمع تھے سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی ہے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باوجود خاتم الانبیاء کا مجمع الانوار بن گیا پس اسمیں یہ اشارہ فرمایا کہ نور وحی کے نازل ہونے کا یہی فلسفہ ہے کہ نور پر ہی وارد ہوتا ہے تاریکی پر وارد نہیں ہوتا کیونکہ فیضان کے لئے مناسبت شرط ہے اور تاریکی کو نور سے

تخریج الصدور الی القبور۔ خان بہادر ڈپٹی برکت علی خان صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی موت اس الہام کو پورا کرنیوالی ٹھیری۔ مفصل پہر

کچھ مناسبت نہیں بلکہ نور کو نور سے مناسبت ہے اور حکیم مطلق بغیر رعایت مناسبت کوئی کام نہیں کرتا ایسا ہی فیضان نور میں بھی اسکا یہی قانون ہے کہ جس کے پاس کچھ نور ہے اسی کو اور نور بھی دیا دیا جاتا ہے اور جس کے پاس کچھ نہیں اس کو کچھ نہیں جاتا جو شخص آنکھوں کا نور رکھتا ہے وہی آفتاب کا نور پاتا ہے اور جس کے پاس آنکھوں کا نور نہیں وہ آفتاب کے نور سے بھی بے بہرہ رہتا ہے اور جسکو فطرتی نور کم ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی کم ہی ملتا ہے اور جسکو فطرتی نور بھی زیادہ ملا ہے اسکو دوسرا نور بھی زیادہ ہی ملتا ہے اور انبیاء منجملہ سلسلہ متفاوتہ فطرت انسانی کے وہ افراد عالیہ ہیں جنکو اس کثرت اور کمال سے نور باطنی عطا ہوا ہے کہ گویا وہ نور مجسم ہو گئے ہیں اسی جہت سے قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور اور سراج منیر رکھا ہے جیسا فرمایا ہے قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (نمبر ۶) وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ٥ (نمبر ۲۲) یہی حکمت ہے کہ نور وحی جس کے لئے نور فطرتی کا کامل اور عظیم الشان ہونا شرط ہے صرف انبیاء کو ملا اور انہیں سے مخصوص ہوا۔ اب اس جگہ سوچ سے کہ جو مثال مقدم الذکر میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی بطلان ان لوگوں کے قول کا ظاہر ہے جنہوں نے باوصف اس کے کہ فطرتی تفاوت مراتب کے قائل ہیں پھر محض حمق وجہالت کی راہ سے یہ خیال کر لیا ہے کہ جو نور افراد کامل الفطرت کو ملتا ہے وہی نور افراد ناقصہ کو بھی مل سکتا ہے ان کو دیانت اور انصاف سے سوچنا چاہیئے کہ فیضان وحی کے بارے میں کسقدر غلطی میں وہ مبتلا ہو رہے ہیں صریح دیکھتے ہیں کہ خدا کا قانون قدرت ان کے خیال باطل کی تصدیق نہیں کرتا پھر شدت تعصب و عناد سے اسی خیال فاسد پر جمے بیٹھے ہیں ایسا ہی عیسائی لوگ بھی نور فیضان کے لئے فطرتی نور کا شرط ہونا نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ جس دلپر نور وحی نازل ہو اس کے لئے اپنے کسی خاص اندرونی میں نورانیت کی حالت ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی بجائے عقل سلیم کے کمال درجہ کا نادان اور سفیہ ہو اور بجائے صفت شجاعت کے کمال درجہ کا بزدل اور بجائے صفت سخاوت کے کمال درجہ کا بخیل اور بجائے صفت حمیت کے کمال درجہ کا بے غیرت اور بجائے صفت محبت الٰہیہ کے کمال درجہ کا محب دنیا اور بجائے زہد وورع و امانت کے بڑا بھارا چور اور ڈاکو اور بجائے صفت عفت وحیا کے کمال درجہ کا بے شرم اور شہوت پرست اور بجائے صفت قناعت کے کمال درجہ کا حریص اور لالچی ہو تو ایسا شخص بھی بقول حضرات عیسائیاں باوصف ایسی حالت خراب کے خدا کا نبی اور مقرب ہو سکتا ہے بلکہ ایک مسیح کو باہر نکال کر دوسرے تمام انبیاء جنکی نبوت کو بھی وہ مانتے ہیں اور انکی الہامی کتابوں کو بھی مقدس مقدس کر کے پکارتے ہیں وہ نعوذ باللہ بقول اُن کے ایسے ہی تھے اور کمالات قدسیہ سے جو مستلزم عصمت و پاک دلی ہیں محروم تھے عیسائیوں کی عقل اور اور خدا شناسی پر بھی ہزار آفرین۔ اچھا نور وحی کے نازل ہونیکا فلسفہ بیان کیا مگر ایسے فلسفہ کے تابع ہونے والے اور اس کو پسند کرنے والے وہی لوگ ہیں جو سخت ظلمت اور کور باطنی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں ورنہ نور کے فیض کے لئے نور کا ضروری ہونا ایسی بدیہی صداقت ہے کہ کوئی ضعیف العقل بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا مگر ان کا کیا علاج۔ جنکو عقل سے کچھ بھی سروکار نہیں اور جو کہ روشنی سے بغض اور اندھیرے سے پیار کرتے ہیں اور چمگادڑ کیطرح رات میں انکی آنکھیں خوب کھلتی ہیں لیکن روز روشن پر وہ اندھے ہو جاتے ہیں) خدا اپنے نور کی طرف (یعنی قرآن شریف کیطرف) جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور وہ ہر ایک چیز کو بخوبی جانتا ہے (یعنی ہدایت ایک امر منجانب اللہ ہے اسی کو ہوتی ہے جسکو عنایت ازلی سے توفیق حاصل ہو دوسرے کو نہیں ہوتی اور خدا مسایل دقیقہ کو مثالوں کے پیرایہ میں بیان فرماتا ہے تا حقایق عمیقہ قریب بافہام ہو جائیں مگر وہ اپنے علم قدیم سے خوب جانتا ہے کہ کون ان مثالوں کو سمجھیگا اور حق کو اختیار کریگا اور کون محروم و مخذول رہیگا) پس اس مثال میں جس کا بیان تک جلی قلم سے ترجمہ کیا گیا خدا تعالیٰ نے پیغمبر علیہ السلام کے دل کو شیشہ مصفیٰ سے تشبیہ دی جسمیں کسی نوع کی کدورت نہیں یہ نور قلب ہے پھر آنحضرت کی فہم و ادراک و عقل سلیم اور جمیع اخلاق فاضلہ جبلی و فطرتی کو ایک لطیف تیل سے تشبیہ دی جسمیں بہت سی چمک ہے اور جو ذریعہ روشنی چراغ ہے یہ نور عقل ہے کیونکہ منبع و منشاء جمیع لطایف اندرونی کا قوت عقلیہ ہے پھر ان تمام نوروں پر ایک نور آسمانی کا جو وحی ہے نازل ہونا بیان فرمایا یہ نور وحی ہے اور انوار ثلاثہ ملکر لوگوں کی ہدایت کا موجب ٹھہرے یہی حقانی اصول ہے جو وحی کے بارہ میں قدیم سے قدیم کیطرف سے قانون قدیم ہے اور اسکی ذات پاک کے مناسب پس اس تمام تحقیقات سے ثابت ہے کہ جب تک نور قلب و نور عقل کسی انسان میں کامل درجہ پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نور وحی ہرگز نہیں پاتا اور پہلے اس سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ کمال عقل و کمال نورانیت قلب صرف بعض افراد بشریہ میں ہوتا ہے کل میں نہیں ہوتا اب ان دونوں ثبوتوں کے ملانے سے یہ امر بہ پایہ ثبوت پہونچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افراد کاملہ کو ملتی ہے نہ ہر یک فرد بشر کو۔

وفائے عہد

ایک دن حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا سادہ دربار خلافت گرم تھا۔ اکابر صحابہ موجود تھے۔ اور مختلف معاملات پیش ہو ہو کے طے ہو رہے تھے کہ ناگہاں ایک خوش رو نوجوان کو دو اور خوبصورت نوجوان پکڑے ہوئے لائے اور فریاد کی کہ ” یا امیر المومنین۔ اس ظالم سے ہمارا حق دلوا دیجئے۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے بوڑھے باپ کو مار ڈالا“۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس نوجوان کی طرف دیکھ کر فرمایا ” ان دونوں کا دعوے تو تو سن چکا اب بتا تیرا کیا جواب ہے؟“ اُس نے نہایت ہی فصاحت و بلاغت سے پورا واقعہ بیان کیا۔ جسکا خلاصہ یہ تھا کہ ہاں مجھ سے یہ جرم ہوا ہے اور میں نے ایک پتھر کھینچ کے مارا جس کی ضرب سے وہ مر گیا ہے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ” تو تجھے اعتراف ہے۔ لہذا اب قصاص کا عمل لازمی ہو گیا۔ اور اوس کے عوض تجھے اپنی جان دینی ہوگی “ نوجوان نے سر جھکا کر عرض کیا ” مجھے امام کے حکم اور شریعت اسلام کے فتوے کے ماننے مین کوئی عذر نہین لیکن ایک بات کی درخواست ہے “ ارشاد ہوا ” وہ کیا؟ “ عرض کیا ” میرا ایک چھوٹا نابالغ بھائی ہے۔ جس کے لئے والد مرحوم نے کچھ سونا چھوڑا تھا۔ اور میرے سپرد کیا تھا کہ بالغ ہو تو اُس کے حوالے کر دون۔ مین نے اُس سونے کو ایک جگہ زمین مین دفن کر دیا اور اوسکا حال سوا میرے کسی کو نہین معلوم ہے۔ اگر وہ سونا اوسکو نہ پہونچا تو قیامت کے دن مین ذمہ دار ہونگا اس لئے اتنا چاہتا ہون کہ تین دن کے لئے ضمانت پر چھوڑ دیا جاؤن “ جناب فاروق نے اس بارہ مین سر جھکا کر ذرا غور فرمایا اور پھر سر اُٹھا کے ارشاد کیا ” اچھا کون ضمانت کرتا ہے کہ تو تین دن کے بعد تکمیل قصاص کے لئے چلا آئے گا “ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد فیض بنیاد پر اُس نوجوان نے چارون طرف دیکھا۔ حاضرین مجلس کے چہرون پر ایک سرسری نظر ڈالی۔ اور پھر ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا ” وہ میری ضمانت کر لین گے “ حضرت فاروق نے پوچھا ” ابوذر تم ضمانت کرتے ہو؟ “ اونہون نے فرمایا ” بے شک مین ضمانت کرتا ہون کہ یہ نوجوان تین دن مین آکر حاضر ہو جائیگا“ یہ ایسے جلیل القدر صحابی کی ضمانت تھی کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی راضی ہو گئے۔ اُن دونوں مدعی نوجوانو نے بھی اپنی رضامندی ظاہر کی۔ اور وہ شخص چھوڑ دیا گیا۔

اب تیسرا دن تھا۔ حضرت فاروق کا دربار بدستور قایم ہوا۔ تمام جلیل القدر صحابہ جمع ہوئے۔ وہ دونوں نوعمر مدعی بھی آئے۔ حضرت ابوذر بھی تشریف لائے اور مجرم کا انتظار کیا جانے لگا۔ اب وقت گزرتا جاتا ہے اور اُس کا پتہ نہین۔ صحابہ مین ابوذر کی نسبت تشویش پیدا ہو چلی ہے دونو مدعیون نے بڑھکر کہا ” اے ابوذر ہمارا مجرم کہاں ہے“ اونہون نے کمال استقلال و ثابت قدمی سے جواب دیا ” اگر تینون دن گذر گئے اور وہ نہ آیا تو خدا کی قسم مین اپنی ضمانت پوری کرون گا “ عدالت فاروقی بھی جوش مین آئی۔ حضرت فاروق سنبھل بیٹھے اور فرمایا ” اگر وہ نہ آیا تو ابوذر کی نسبت وہی کاروائی کیجائیگی جسکی شریعت اسلامیہ متقاضی ہوگی“ یہ سنتے ہی صحابہ مین ہول پڑ گئی۔ بعضے آبدیدہ ہو گئے۔ اور بعض کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ مجبور ہو کے لوگون نے دونون مدعیون سے کہنا شروع کیا کہ ” تم خون بہا قبول کر لو“ انھون نے قطعی انکار کیا کہ ہم تو خون کے بدلے خون ہی چاہتے ہین۔ غرض لوگ اسی پریشانی مین تھے کہ ناگہان وہ مجرم نوجوان نمودار ہوا۔ مگر اس حالت سے کہ پسینے مین ڈوبا تھا اور سانس پھولی ہوئی تھی وہ آتے ہی حضرت فاروق کے سامنے آیا۔ خندہ جبینی سے سلام کیا اور عرض کیا ” مین نے اوس بچے کو اُس کے ماموں کے سپرد کر دیا اور اوس کی جائداد انہین بتا دی۔ اب آپ جو خدا و رسول کا حکم ہو بجا لائیے“ اب حضرت ابوذر نے فرمایا ” امیر المومنین خدا کی قسم مین جانتا بھی نہ تھا کہ یہ کون ہے اور کہان کا رہنے والا ہے۔ اور آج سے پہلے کبھی اسکی صورت دیکھی تھی۔ مگر اور سب کو چھوڑ کے اوس نے مجھے اپنا ضامن بنا لیا تو مجھے انکار کرنا مروت کے خلاف معلوم ہوا اور اسکے بشرے نے یقین دلایا کہ یہ شخص اپنے عہد مین سچا ہو گا اسلئے ضمانت کر لی اوسکی آمد پر مجھے سے حاضرین مین ایسا غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا تھا کہ دونون مدعی نوجوانو نے خوشی مین آکے عرض کیا ” امیر المومنین ہم نے اپنے باپ کا خون معاف کیا“ یہ سنتے ہی ہر طرف سے ایک نعرہ مسرت بلند ہوا۔ اور حضرت فاروق کا چہرہ مارے خوشی کے چمکنے لگا۔ اور فرمایا ” مدعی نوجوانو۔ تمہارے باپ کی خون بہا مین بیت المال سے ادا کر دون گا۔ اور تم اپنی نیک نفسی کے ساتھ فایدہ بھی اُٹھاؤ گے “ اُنھون نے عرض کیا۔ امیر المومنین ہم اس

پیسہ اخبار کا مقدمہ

(گذشتہ اشاعت سے آگے) ۲۷ - جولائی کی روئداد

۲۷ - جولائی سنہ حال کو مسٹر ایس ہیرس صاحب بہادر اڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی عدالت مین مقدمہ سید ظہور احمد بنام محبوب عالم مالک و ایڈیٹر پیسہ اخبار وغیرہ پیش ہوا - ملزمان کی طرف سے منشی احمد دین صاحب و منشی گلاب دین صاحب و لالہ گوبند رام صاحب و لالہ درگا داس صاحب اور مسٹر ہربرٹ صاحب وکلاء بغرض پیروی موجود تھے اور مستغیث کیطرف سے پی - سی - چٹرجی - پبلک پراسیکیوٹر اور لالہ درگا سہائے صاحب بی - اے مختار تھے ملزمان کی جانب سے کثیر تعداد اشخاص بھی موجود تھے گویا تمام آدمی ۳۰۰ کے قریب تھے مقدمہ سوا گیارہ - بجے سے ۵ بجے تک رہا لیکن پھر بھی ملزمان کے وکلاء کیجانب سے جرح وغیرہ ختم نہ ہوئی جسکے واسطے ۸ - اگست تاریخ مقرر ہوئی ہے - دوران مقدمہ مین بہت سے اخبارات وغیرہ بھی پیش ہوئے جن کے متعلق مستغیث سے سوالات کئے گئے ٹھیک سوا گیارہ بجے سید ظہور احمد مستغیث کے بیانات شروع ہوئے جن کی نقل حسب ذیل ہے :- بیانات سید ظہور احمد عمر ۱۸ یا ۱۹ سال - مین اصل باشندہ شاہجہانپور کا ہوں - مین اورینٹل کالج کا طالب علم ہوں - لاہور مین چنگڑ محلہ انارکلی مین رہتا تھا - میرا ایک سگا بھائی یہان علیحدہ رہتا تھا مین اکیلا رہتا تھا ایک اور طالب علم بھی میرے ساتھ رہتا تھا جسکا نام یوسف علی ہے میرا بڑا بھائی واجد علی موچی دروازہ مین رہتا ہے جو لاہور شہر مین ہے - مین جس مکان مین رہتا تھا اوس کے مالک کا نام گلاب دین وکیل ہے مین اوس مکان مین صرف پندرہ دن رہا اوس سے پہلے مین چنگڑ محلہ مین جُمّا کے مکان مین رہتا تھا - محبوب عالم ایڈیٹر پیسہ اخبار کا مکان جُمّا کے مکان سے بائین جانب مشرقی حصہ مین ۲۵ یا ۳۰ قدم پر ہے - مین چوبارہ مین رہتا تھا میرے مکان سے محبوب عالم کا مکان دکھائی دیتا تھا اون کا چوبارہ بھی نظر آتا تھا اس چوبارہ مین محبوب عالم رہتے ہین اون کی ایک بیٹی فاطمہ کا نام جانتا ہون اوس کی عمر ۱۸ یا ۱۹ سال کی ہوگی وہ لڑکی کنواری ہے - وہ بالاخانہ پر چڑھا کرتی تھی وہ وہان سے ایسی حرکات کرتی تھی - جس سے میری توجہ اوس طرف مائل ہوئی - چند دن بعد جسکو ۹ یا ۱۰ ماہ ہوئے اوس نے ایک خط اپنے ملازم لڑکے کے ہاتھ بھیجا مینے اوس کو پڑھکر رکھ لیا - پھر دوسرے دن لڑکا آیا تو خط وکتابت جاری ہوگئی کچھ چھٹیاں چوری ہوگئین - اور کچھ جو تقریبًا ۲۰ - ۲۵ - ہین وہ پولیس مین موجود ہین یہی خط وکتابت پوشیدہ طور پر تھی خط وکتابت مین اظہار محبت اور شادی کا عہد وپیمان ہوا - اس کے ایک ماہ پہلے لڑکی نے اپنے خط مین تحریر کیا کہ اوس کے والدین کو خبر ہوگئی ہے کہ جس کے باعث لڑکی سے مزاحمت ہوتی جسکی خبر لڑکی نے دی اور اس مین یہ بھی تحریر کیا کہ مینے مرجانا پسند کیا بعد مین جو خط آیا اوس سے زہر کا استعمال کیا جانا معلوم ہوتا تھا تب بھی مجھے کچھ نہ کہا اس کے بعد لڑکی نے بذریعہ خط اطلاع دی کہ کوئی ہفتہ پہلے شادی کا پیغام آیا تھا اوس نے لکھا کہ مین انکار کردون گی - اس کے دو تین روز بعد عبد الکریم کہنے لگا کہ امیر کابل کے نام مراسلہ لکھدو - یہی عبد الکریم محبوب عالم کا بھائی ہے یہی میرے مکان پر آیا اور کہا کہ مراسلہ فارسی زبان مین لکھدو - اس نے کہا کہ مین لوہاری کا کام وہان جاکر کرون گا وہ لوہاری کا کام کرتا ہے وہ چاہتا تھا کہ اس مراسلہ مین یہی لکھا جاوے کہ مین لوہاری کا کام اچھی طرح سے جانتا ہون وہ آگے بھی میرے مکان پر آیا جایا کرتا تھا مین نے اوسے کہا کہ مین لکھدونگا وہ تقاضا برابر کرتا رہتا تھا - ۱۵ - جون کی صبح کو جب مین اپنے مکان سے اُترا تو عبد الکریم مجھے ملا اور کہنے لگا کہ مراسلہ لکھدو مین کالج کو جارہا تھا مین نے کہا کہ واپس آکر لکھدونگا مین کالج سے پبلک لائبریری کو گیا مینے چند کتب ایسے مراسلہ کی بابت دیکھین اسکے بعد ۱/۲ ۱۰ بجے کے قریب مکان کو واپس آیا - جب میرا مکان بیس قدم کے فاصلہ پر تھا تو مجھے محمد رمضان چپراسی پیسہ اخبار ملا اوس نے کہا کہ عبد الکریم بلاتا ہے مین نے کہا کہ کھانا کھا کر آؤنگا - جب آگے بڑھا تو میرا مکان ۶ یا ۷ قدم پر تھا عبد الکریم میری طرف تیزی سے آرہا تھا اوس نے کہا کہ مراسلہ لکھدو مینے اُس سے عذر کیا تو اوس نے خوشامد کی اور کہا کہ ابھی وقت لکھدو - مین انکار کرتا تھا تو وہ مجھے کشان کشان مدرسہ کیطرف لے چلا - مین اُس کے ساتھ مدرسہ کی طرف چلا وہ خوشامد کرتا ہوا لے چلا - جب مکان کا دروازہ تھوڑی دور رہ گیا کوئی دس قدم کا فاصلہ ہوگا - تو اُس نے مجھے گالیان دین - محمد رمضان میرے ساتھ نہ تھا عبد الکریم نے گالی دی - مین نے جانے سے انکار کیا - جب مین رُکا تو اوس نے میرا ہاتھ کھینچا - تب رمضان نے آکر پیچھے سے دھکا دیا - دروازہ سے داخل ہوکر صحن مین گئے پھر کوٹھڑی مین لے گئے - نقشہ پی نمبر کوٹھڑی A مین لے گئے یہہ کوٹھا سکول کا نہین تھا وہ بالکل خالی تھا اوس کوٹھے مین ایک ہی دروازہ ہے جو بند تھا یہہ دونون مجھے اندر لے گئے محمد رمضان اور عبد الکریم میرے ساتھ داخل ہوگئے اور ۵ یا ۶ آدمی اور اوس کمرہ مین تھے - جہانتک مجھے یاد ہے وہ پہلے سے ہی وہان تھے انمین سے ایک کا نام جانتا ہون وہ خدا بخش تیر فروش تھا باقی کا نام معلوم نہین ہے اونکو پہچانتا ہون - اسکے بعد عبد الکریم نے مارا پھر رمضان نے پھر اوروں نے مارا - دروازہ اندر سے بند نہ تھا - کوئی فٹ کے قریب کھلا تھا - عبد الکریم ہاتھ سے مُکے اور طمانچے بھی مارتا تھا - محمد رمضان اور سب نے مارا - ایک مٹی کا لوٹا وہان پڑا تھا وہ بھی مارا - یہہ معلوم نہین کہ کس نے مارا - عبد الکریم نے ایک مکا بائین پہلو پر مارا جس سے غش آگیا اور مین گر پڑا - جب ہوش آیا تو دیکھا کہ عبد الکریم سر پر بیٹھا ہے اور اوسے دبائے ہوئے تھا اور میرے ہاتھ پکڑے ہوئے تھا - یہہ نہین کہہ سکتا کہ پاؤن کس نے دبائے ہوئے تھے - مین بائین پہلو کیطرف پڑا تھا اور لوگ چاقو دکھا رہے تھے چاقو کھلے ہوئے تھے میرا پاجامہ کھولا گیا مین اوسوقت بے اختیاری سے چلایا میرے منہ مین عبد الکریم نے کپڑا ٹھونس دیا تین اشخاص نے خلاف وضع فطری فعل علیحدہ علیحدہ کیا - جب ایک شخص کر چکتا تھا تو یہ بتایا جاتا تھا کہ اس نے کیا ہے اور اسکا عضو تناسل بھی دکھایا جاتا تھا کریم بخش اور خدا بخش ڈبہ اور خدا بخش شیر فروش نے یہ فعل کیا تھا - خدا بخش ولد میران بخش ڈبہ نے مجھے دکھلایا خلاف وضع فطری کرنے سے پہلے اس کے آلہ تناسل ...... پر سفید سفید داغ تھے پھر میرا پاجامہ باندھا - اور اٹھا کر بٹھلایا تو کسی نے باہر سے دروازہ کو دستک دی عبد الکریم ملزم مجھے باقی ملزمان کے سپرد کرکے باہر نکل گیا - عبد الکریم ایک شخص سے باتین کرتا تھا جسکی آواز مین شناخت کرتا ہون وہ آواز محبوب عالم کی تھی جب عبد الکریم اندر داخل ہوا تو مینے دیکھا کہ محبوب عالم واپس جارہا ہے جب عبد الکریم سے باتین کرتا تھا تو محبوب عالم نے اسکو کہا کہ پہلے خط لے لو - عبد الکریم نے کہا کہ ہماری دختر کے جو خطوط ہین وہ دیدو مینے کہا کہ میرے مکان پر بکس ہے - اسمین خطوط ہین - اگر چھوڑ دو تو مکان پر چلکر تمکو سب خطوط دیدونگا - اسپر عبد الکریم نے سنکر کہا کہ بکس کے علاوہ اگر خط ہین تو بتاؤ کیونکہ تمھارے مکان پر جاکر تمہارے ٹرنک توڑ دئے اور بکس توڑا وہ خط ہمکو ملگئے ہین اور تمہارے مکان کا قفل توڑا ہے اور جو خطوط ہین وہ دو - عبد الکریم ملزم نے مٹی کے برتن مین میرے روبرو پیشاب کیا اور میرے منہ مین پھیر کر ڈالا اسکے بعد عبد العزیز کوٹھڑی مین داخل ہوا اور گالی دی اور ٹھوکر مار کر کہا کہ ہمارے خطوط دو عبد العزیز بھائی محبوب عالم ہے اور کہا کہ تم نے بہت بدمعاشی کی ہے - اب تم جان سے مارے جاؤ گے - ایک صورت سے تمہاری خلاصی ہوسکتی ہے اگر تم آج ہی لاہور چھوڑ دو اور چلے جاؤ - اور پھر عبد العزیز نے کہا کہ اگر جاؤ گے تو جان سے مارے جاؤ گے مینے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ نہین تو اس نے کہا کہ تم ہمارے اہتمام سے جاؤ گے پھر مینے اجازت مانگی تو محمد رمضان خدا بخش ڈبہ ولد میران بخش کو اس نے میرے ساتھ مکان پر بھیجا محمد رمضان خدا بخش ملزمان سڑک پر پھر رہے تھے مکان کے اندر گیا تو پائجامہ جو بالکل خراب تھا وہ مینے دھویا اور دریدہ پاجا گے اوپر دوسرے پارچے پہن لئے مکان پر گیا تو قفل ٹوٹا ہے اور ٹرنک کا قفل ٹوٹا ہے اور پارچے بکھرے ہوئے پڑے ہین - مظہر اوپر تھا کہ خدا بخش اوپر آیا اور کہا کہ چلو یکہ پر پارچے اسی حالت مین چھوڑ کر نیچے چلا آیا پھر لوہاری دروازہ کے اڈہ پر آئے پھر اڈہ سے خدا بخش ڈبہ ملزم علیحدہ ہوگیا مظہر محمد رمضان ملزم دونون ریلوے سٹیشن پر گئے وہان محمد رمضان نے ٹکٹ خریدا اور مجھے گاڑی پر بٹھلا دیا پہلے خود گاڑی مین میرے ساتھ بیٹھ گیا اور بعد مین ریل چلنے سے پہلے اُتر گیا - ٹمٹم والا نہ تھا ٹانگہ والا تھا - جسکو مینے شناخت نہین کیا - ٹکٹ شاہجہانپور کے واسطے لے دیا تھا چار بجے شام کی گاڑی روانہ ہوگئی - لاہور سے کوئی بسترہ پارچہ ہمراہ نہین لے گیا - یونہی گیا جب مین اپنے مکان رہایشی پر گیا تو یوسف علی طالب علم موجود تھا اس سے میری کوئی بات نہین ہوئی - عبد القادر بھی وہان تھا جب محمد رمضان - خدا بخش ڈبہ میرے ساتھ میرے مکان پر آئے یہ سب طالب علم میرے مکان پر تھے جنکا نام لکھایا ہے اونہون نے دریافت کیا کہ کیا ہے مینے کوئی جواب نہ دیا - ۱۷ - جون ۱۹۰۵ء کو شاہجہانپور مین بوقت صبح پہنچکر اپنے مکان پر چلا گیا مکان پر صرف میری والدہ اور چھوٹا بھائی منظور احمد تھا - وہان کسی سے مینے یہ تذکرہ نہین کیا کیونکہ شرم دامنگیر تھی

اس کے دو تین یوم بعد پولیس نے مجھے خود بلایا - تہانہ مین وہان سے مجھے شفاخانہ مین بہیج دیا - پولیس کے کہنے پر مینے اپنے ہاتہہ اپنا بیان لکہا میرے رشتہ دار عزیز میرے ساتہہ تہے اون کے خوف اور شرم سے مینے دو باتین تحریر نہین کین ایک یہ کہ محبوب عالم کی دختر سے میری خط و کتابت ہی اور دوسرے خلاف وضع فطری وہ بیان بہی (P) ۲ میرا ہے اور میری قلم کا لکہا ہوا ہے اور اسپر میرا دستخط بہی ہے دو باتین خط و کتابت اور خلاف وضع فطری کی بابت مینے شرم کے باعث اور چند میرے رشتہ دار تہے ان کے لحاظ سے نہین لکہا یہ میرا بیان ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء کا ہے جو مینے سن لیا ہے اوسیرون اسسٹنٹ سرجن نے میرا ملاحظہ بہی کیا تہا اس نے میرا تمام بدن دیکہا پولیس نے مجہہ سے دریافت کہ تم کو کسی نے مارا پیٹا اور خلاف وضع فطری کی ہے اُنکے جواب مین مینے یہ جواب دیا ۲ مورخہ ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء لکہا اسوقت میرے جسم بدن پر کوئی نشان نہ تہا پہلے جب خلاف وضع فطری کرنے لگے تو کچہہ دقت پیش آئی پہر تیل منگواکر استعمال کیا گیا تیل اُنہون نے میری مقعد پر لگا کر فعل ناجائز کیا - ڈاکٹری ملاحظہ کے بعد مین گہر چلا گیا اس کے بعد ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کو میرا بیان مجسٹریٹ کے روبرو ہوا - ۲۰ جون ۱۹۰۵ء اور ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کے درمیان کوئی خط لاہور سے مجھے نہین ملا - نہ کوئی آدمی آیا ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء سارجنٹ لاہور سے گیا - اور بیان لکہا یا - میرے بڑے بہائی نے لاہور سے میرے چہوٹے بہائی کے نام تار دی جو ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء پہلے آئی ہے تار مین یہ الفاظ تہے کہ ظہور احمد شاہجہانپور پہنچا ہے یا نہین - مجسٹریٹ کے روبرو مجھے حلف دیا گیا تو مینے ایمان سے سچ لکہایا تہا سو اسطے شرم نہ کی اور سچ سچ مجسٹریٹ کے روبرو لکہا دیا کیونکہ ایمان سے شرم زیادہ نہ تہی - سوال لالہ گوبندرام صاحب وکیل ملزمان - کہا کہ یہ سچ ہے کہ مینے جو لکہا کہ محبوب عالم اڈیٹر ہے اور مین مضمون نویس ہون ان کے برخلاف مضمون لکہتا ہون اسواسطے محبوب عالم ناراض ہے - قریبًا ایک سال سے مین مضمون برخلاف محبوب عالم انہین کے اخبار مین لکہا کرتا تہا نہ معلوم وہ کب سے ناراض ہین مرزائی جماعت کے برخلاف اور مرزا صاحب قادیان کے برخلاف مضمون ہوتا ہے مین اون کی جماعت کے کسی مرید سے واقف نہین ہون خواجہ کمال الدین صاحب وکیل احمدی کا نام سنا ہے واقف نہین ہون -

ان کا مکان پیسہ اخبار کے نزدیک ہے - اس مقدمہ کی پیروی کے واسطے مین ان کے مکان پر نہین گیا - نہ مدد کیواسطے گیا ہون نہ صلاح پوچھی ہے ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء سے پہلے جو مینے بیان اب لکہایا ہے کسی کے پاس کچہہ ظاہر نہین کیا نہ زبانی نہ تحریری ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کے اخبار پنجاب سماچار مین جو مضمون خلاف وضع فطری میری بابت تحریر ہوئے مینے کسی کو نہ کہا نہ لکہنے کو دیا مضمون لاہور مین سال ۱۹۰۵ء کا عذر مینے مضمون اخبار پنجاب سماچار لاہور . . . ۲۲ - جون ۱۹۰۵ء کا سنا ہے جو ڈی ۲ مین لکہا ہے - ہیرالعل مالک اخبار پنجاب سماچار اور اوس کے اڈیٹر ہندو کو جانتا ہون دو ہفتہ آج سے اوسکو مین جانتا ہون اتفاق سے اون کے پریس کے پاس سے گذرا تو ملاقات ہوگئی اوس نے کہا کہ تمپر ظلم ہوا ہے اور ہم کو تم سے ایک نوع کی ہمدردی ہے وہ میرا نام پہلے سے جانتا ہے مجکو وہ کسی وکیل کے پاس نہین لے گئے - نہ کوئی اور مدد دی مجھے معلوم نہین کہ مالک اخبار پنجاب سماچار لاہور اور مالک اخبار پیسہ لاہور کی دشمنی ہے یا نہین سوا سال سے مجھے پیسہ اخبار روزانہ کے دیکہنے کا اتفاق ہوتا ہے ہفتہ وار اخبار کے بہت کم پرچے پڑہے ہین شاید ۲۴ - جون ۱۹۰۵ء کو مین لاہور مین آیا اور تہانہ مین ٹہیرا پہر چہاپہ خانہ منشی سید ممتاز علی صاحب مین شام کو گیا - جہان میرا بہائی واجد علی ملازم ہے میرا بہائی وہان کام کرتا اور رہتا ہے اور ممتاز علی بہی وہان رہتا ہے ممتاز علی سٹیم پریس رکہتا ہے نام اوس کارخانہ عام سٹیم پریس ہے - ۱۵-۱۴ یوم تک مین وہان رہا اوس کے بعد کوئی خاص جگہ پر نہین رہتا کیونکہ خوف جان سے ہے خوف کے سبب سے سید احمد شاہ صاحب کے مکان پر کبہی کبہی سوتا ہون انکے اخبار کا نام گلزار تقوی ہے تین ہفتہ سے سید احمد شاہ صاحب سے میری واقفی ہوئی راستہ مین جاتے ہوئے وہ مجھے ملے تہے وہ جانتا ہے کہ مین وہ شخص ہون جسکا تنازعہ پیسہ اخبار سے ہے مین ان کے پاس اس واسطے جاتا ہون کہ وہ میرے پاس آیا تہا - مینے سید احمد شاہ کو کمرہ کچہری مین آج نہین دیکہا کچہری کے باہر جب آیا تو اوسکو دیکہا اس نے سلام کیا تہا - کرم بخش مالک چہاپہ خانہ اسلامیہ سٹیم پریس کو جانتا ہون اور عبد الحق کو بہی جانتا ہون اوس کو دو سال سے جانتا ہون کرم بخش کو سال سے جانتا ہون - ایکرات وہان بیٹہا تہا کہ میری طبیعت سخت علیل ہوئی بیمار ہوکر وہان رات کو رہا جسکو ۵ - ۶ - یوم ہوئے ہین -

وہ میرے واقف تہے ملاقات کے واسطے گیا تہا کوئی خاص کام نہین تہا - اونہون نے کوئی روپیہ نہین دلوایا نہ کسی وکیل کے پاس گئے مجھے خبر نہین کہ انہون نے میرے واسطے چندہ کیا ہے یا نہین کرم بخش کی بابت مجھے خبر نہین کہ پیسہ اخبار سے کیا سلوک ہے - الاعبد الحق سے پیسہ اخبار کی دوستی ہے پیسہ اخبار مورخہ ۱۵ - مئی ۱۹۰۵ء مین اصلاح انجمن حمایت اسلام لاہور کے بابت تحریر ہے - یکم جون ۱۹۰۵ء مین صفحہ ۳ کالم دو پر کارکنان انجمن حمایت اسلام کی مخالفت پائی نہین جاتی کارکنان انجمن حمایت اسلام اور پیسہ اخبار مخالفت کی مجھے خبر نہین نہ معلوم کرم بخش مالک سٹیم پریس لاہور کارکن حمایت اسلام ہے یا نہین نہ معلوم کام چہپائی انجمن حمایت اسلام کرم بخش - عبد الحق کرتے ہین یا نہین میری تحریر ۲۰ - جون ۱۹۰۵ء مین یہ عبارت غلط ہے اور مجھے کہنے لگے کہ چونکہ ہم تمکو معزز اور شریف سمجہتے ہین - (۲) اس مار پیٹائی کی وجہ مین بالکل نہین سمجہہ سکتا - باقی سب صحیح اور درست ہین اور یہ بہی غلط ہے کہ ایک دو اور آدمی جنکو مین بالکل نہین پہچانتا میرے حواس درست نہین تہے اسواسطے تیسرا فقرہ بہی غلط لکہا گیا - شاہجہانپور سے پولیس کے خرچ سے لاہور آیا وہان میرے پاس روپیہ نہین تہا - یہان لاہور روپیہ میرے پاس تہا - پیسہ اخبار مورخہ ۶ مارچ ۱۹۰۵ء مین مضمون مین کرم بخش کی مخالفت صفحہ ۵ اول مین ہی جو کارکن مجلس منتظمہ انجمن ہین جو خطوط مینے پولیس کو دیئے وہ میری میز کے پارچہ کے نیچے تہے - یہ خطوط وہ ہین اور بعض میرے بہائی واجد علی نے میرے آنے سے پہلے پولیس کو دیئے جو اسکو میرے مکان سے ملے اور کچہہ مینے دیئے جو خطوط مینے پولیس کو دیئے وہ بہی بہائی سے لے کر دیئے لاہور مین آیا تو مینے کچہہ اسباب اپنا اپنے بہائی کے پاس دیکہا نہ معلوم وہ کب اور کس طرح ملگیا اس نے کہا کہ مین ٹم ٹم کرایہ کرکے لے آیا ہون - ہر روز میرا بہائی شام کو میرے مکان پر آیا کرتا تہا سوال عدالت یہ خطوط موجودہ عدالت مسماۃ فاطمہ کے ہین یعنے پی ۳ لغایت ۱۱ جو مسماۃ فاطمہ کیطرف سے ہین اور اسکے دستخطی ہین کیونکہ بعض دفعہ وہ میرے روبرو لکہا کرتی تہی اپنے گہر سے اور مین اسکو اپنے گہر سے دیکہتا تہا - دوسری اخبارون مین جو مضمون مسماۃ فاطمہ کے ہین دیکہتا تہا تو وہ اسی قسم کے ہوتے تہے میرے روبرو لکہکر مجھے خط روانہ کرتی تہی - گفتگو بہی میری اس سے

ہوئی تہی اور مسماۃ فاطمہ میرے مکان پر تین دفعہ آئی تہی - سوال وکیل لالہ گوبندرام نے بہر کیا کہ جو خطوط ۲ عدالت مین پیش ہوئے ہین کسی پر مسماۃ فاطمہ کے دستخط نہین ہین یہ خط مسماۃ فاطمہ کو مینے لکہتے نہین دیکہا مسماۃ فاطمہ جو مضمون دوسری اخبارون مین لکہکر روانہ کرتی اس نے میرے روبرو نہین لکہا وہ مضمون جو مینے تہذیب النسوان کے مالک سید ممتاز علی اور پیسہ اخبار کے اڈیٹر پاس دیکہے ہین ممتاز علی کے کاتب پاس وہ تحریری مضمون دیکہا تہا ان مضمونون پر اس کے دستخط تہے عرصہ یاد نہین کئی بار مضمون اس کے دیکہے ہین الہ بخش اڈیٹر بچون کے اخبار پیسہ اخبار کے پاس بہی مضمون فاطمہ کا دستخطی دیکہا ہے ایک سال کے درمیان مین دیکہے ہین - تہذیب النسوان مین اور کئی عورتون کے مضمون چہپتے ہین اس کا ایڈیٹر عورت ہے مسماۃ شریف بی بی عورت کا نام ہے - ممتاز علی کی کوئی دختر ہے یا نہین - یہ علم نہین کہ ممتاز علی کی عورت خواندہ ہے یا نہین اور کسی عورت کے مضمون ایڈیٹر تہذیب النسوان کے پاس نہین دیکہے ان بیان پر عدالت نے ظہور احمد سے دستخط کرائے اور تاریخ مقدمہ ۸ - اگست ۱۹۰۵ء مقرر ہوئی ہے - (باقی آیندہ)

درخواست نکاح

۱ - شیخ محمد حسین صاحب ساکن چنیوٹ عمر ۳۶ سال اپنی جماعت مین شادی کرنا چاہتے ہین پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس سے صرف ایک پانچسالہ لڑکی ہے - سلائی لور مین تجارت کرتے ہین - اچہے آسودہ حال ہین -

۲ - میان احمد دین زرگر ساکن پہلی چیری عمر ۳۵ سال پہلی بیوی کے فوت ہو جانے کیوجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتے ہین -

۳ - جناب مولوی عبد الحق صاحب ساکن سید والا جنکی اہلیہ کے انتقال کی خبر الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت مین درج ہو چکی ہے اپنی جماعت مین شادی کرنے کے خواہشمند ہین مجھے ان کے متعلق کچہہ زیادہ کہنے کی حاجت نہین - مولوی صاحب ایک مشہور عالم اور احمدی سلسلہ کے ایک سرگرم مخلص مبلغ ہین - جوان اور وجیہ آدمی ہین -

۴ - منشی محمد سلیمان صاحب مدرس رائے پور ضلع لودہانہ ایک شریف الطبع مخلص نوجوان احمدی ہے - مین انسے زمانہ طالب علمی کا واقف ہون معقول آمدنی رکہتے ہین -

درخواست

میرا والد بزرگوار مرزا جیون بیگ صاحب جلالپور جٹان ضلع گجرات مین قریبًا عرصہ ۲ سال سے بیمار ہین - جنکو ضعف دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے سب احمدی احباب کیخدمت مین عرض ہے کہ میری والد بزرگوار